تالیف
مولانا روح اللہ نقشبندی

دار الاشاعت
021-2213768

ترتیب

مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

فہرست مضامین

پہلا باب: سنت کی اہمیت احادیث رسول ﷺ کے آئینہ میں

دوسرا باب: عمامہ شریف قرآن کریم کے آئینہ میں

تیسرا باب: عمامہ شریف کی فضیلت احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں

چوتھا باب: عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے کے فضائل کا ذکر

نواں باب: عمامہ کو ٹوپی پر باندھنے کا ذکر

دسواں باب: نماز میں عمامہ پہننے کا مسئلہ اور سنن زوائد کا حکم

گیارہواں باب: حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے کرتے اور ان کی کیفیت کا ذکر اور آپ ﷺ کا لباس اور جبہ اور چادر نیز عمامہ اور ٹوپی کا ذکر

بارہواں باب: عمامہ شریف باندھنے کا صحیح طریقہ احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں

تیرھواں باب: حضور اقدس ﷺ اور صحابۂ کرام و تابعین کی ٹوپیوں کا ذکر

چودھواں باب: ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے کا ذکر یعنی ٹوپی یا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھئے

پندرھواں باب: عمامہ کی فضیلت والی احادیث پر اعتراضات کا تسلی بخش جواب

سولہواں باب۔ عمامہ شریف کے کچھ اہم مسائل

اس نئی تہذیب کے گندے ہیں انڈے
اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں

دور دنیا آخری چکر میں ہے لیکن انسان خواب غفلت میں پڑا سو رہا ہے حالانکہ تھوڑی دیر کے لئے غور و فکر کرنے پر یقین ہو جاتا ہے کہ اس فانی جہان سے لازماً کوچ کرنا ہے اور ایسے مقام پر جانا ہے جہاں سے واپس لوٹنے کی تمام امیدیں منقطع ہو گئیں پھر یہ عقیدہ ہر مسلمان کے دل میں راسخ ہے کہ مرنے کے بعد اعمال کام آئیں گے اور سب سے بڑا نیک عمل "شہادت فی سبیل اللہ" ہے...... لیکن شہادت کہاں سے اور کیسے یہ ایک سخت مشکل امر ہے۔

لیکن امت کے شفیق نبی علیہ السلام نے خوشخبری سنائی ہے سو وہ یہ کہ جو کسی سنت نبوی ﷺ کو زندہ کرے اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

آج کل عمامہ یعنی پگڑی باندھنے کی سنت مردہ ہو چکی ہے اسے زندہ کرنے سے سو شہیدوں کا اجر و ثواب نصیب ہوتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی حیات طیبہ اور سیرت مبارکہ کو ہمارے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے ہمارا نظام زندگی اسوۂ حسنہ کے مطابق ہونا ضروری ہے نظام زندگی کا ایک اہم شعبہ "لباس" ہے لہذا ہمیں لباس میں بھی سنت مصطفیٰ (ﷺ) کی پیروی کرنا ہوگی، اور آپ ﷺ نے جیسا لباس پہنا ہے ویسا لباس ہمیں بھی پہننا ہوگا۔ آپ ﷺ کے لباس کا ایک اہم رکن "عمامہ" ہے عمامہ یعنی پگڑی بھی حضور اقدس ﷺ کے لباس مبارک کا حصہ ہے لہذا عمامہ سنت رسول ﷺ بھی ہوئی اور مسلمانوں کی عزت بھی وقار بھی مگر اب یہ سنت متروک ہوتی جا رہی ہے یہ حقیقت تمام اہل دل اور صاحب عقل کے ہاں مسلم ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے حضور اقدس ﷺ کی ذات بابرکات میں تمام کمالات و حسنات کو جمع فرمایا اور آپ ﷺ کے ظاہر و باطن کو حسین و جمیل بنایا (جسے بیان کرنا ہر ایک کے بس سے باہر ہے) اور امت کے لئے اسوۂ حسنہ بنا کر آپ ﷺ کی اتباع کو لازم کر دیا ہے ہماری فلاح و اصلاح اس میں ہے کہ ہم آپ (ﷺ) کی پیروی کریں۔

اس پر فتن دور میں جبکہ ضلالت و گمراہی عروج پر ہے اور ہر مسلمان سنت رسول (ﷺ) سے کوسوں دور و نفور ہے، غیر مسلموں کی ظاہری ترقی دیکھ کر ان کے کردار و لباس وغیرہ کی

طرف راغب ہو گئی ہے، فی وقت بہت ضروری ہے کہ سنت فی الملابس و الافعال و الاقوال کو تحقیق و تدقیق کے رو سے اجالا و اظہر من الشمس کیا جائے۔

الحمد للہ یہ بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔

بندۂ ناچیز و حقیر نے اس رسالہ کو "عمامہ کے فضائل اور مسائل" کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مکمل کر لیا ہے۔ آیات قرآنیہ سے عمامہ کے فضائل اور احادیث مبارکہ و رفضائل عمامہ اور عمامہ کے مختصر مسائل و احکام کا ذکر کیا ہے۔ ہر آیت اور حدیث کے بعد ان سے احکامات کا استنباط کیا ہے، تاکہ اس کتاب کی افادیت کامل و تام ہو اور ہر شخص اس سے نفع کامل اٹھا سکے۔

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے پیارے محبوب کریم رسول اللہ ﷺ کے حکم مبارک پر عمل کریں، اور آپ ﷺ کے محبوب و پسندیدہ فعل کو پسند کریں، اور آپ ﷺ کے ارشادات و احکام کو اپنی آنکھوں اور دل پر رکھیں۔ انگریز و دشمنان اسلام کے فیشن اور طریقوں کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں۔

اللہ تعالیٰ عزوجل ہم سب کو اپنے پیارے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کامل اتباع نصیب فرمائے اور آپ ﷺ کی محبت میں فانی و مستغرق فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بندۂ ناچیز و عاجز و مسکین کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بعد سب سے بڑا آسرا اس کے صاحب ایمان بندوں کی دعاؤں ہی کا ہے، اس لئے بندہ کے لئے مغفرت و رحمت کی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔

بندۂ ناچیز و گنہگار
محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

ustaqeem.com

پہلا باب

سنت کی اہمیت

احادیثِ رسول ﷺ کے آئینے میں

۔ دو لوگوں سے جو آپ کا انکار کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے نافرمانی کی اس نے مجھے نہ مانا اور انکار کیا۔ (مشکوٰۃ)

مومن ایسا شخص مسلمان ہونے کی وجہ سے کبھی نہ کبھی جنت میں داخل ضرور ہوگا لیکن بہر حال اسے کافروں کے ساتھ کچھ عرصہ تو جہنم میں رہنا پڑے گا۔ کیونکہ دنیا میں اس نے ان کی نقالی کی تھی اور ان کا ساتھ دیا تھا اور سنتوں کی اہانت کی تھی تو دنیا میں جتنی مقدار اور جتنی مدت ان کی نقالی کی ہوگی اور اپنے نبی ﷺ کے طریقوں کو چھوڑا ہوگا اسی حساب سے اس کی سزا بھی تجویز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے نبی برحق ﷺ کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور جہنم سے امان نصیب فرمائے اور اپنے حبیب ﷺ کے ساتھ پہلے ہی زمرہ میں جنت میں داخلہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

دوسرا باب

عمامہ شریف

قرآن کریم کے آئینہ میں

کرتے تھے، یہ مراد ہوگی کہ صرف تھوڑا سا حصہ پیشانی مبارک پر آگے تھا اور باقی ذات میں نشان نہیں ہوا کرتے تھے اور اس تخریج سے دونوں قراءتوں میں کچھ تعارض بھی نہ رہا اور ہمارا مقصود بھی بالکل برقرار ہی رہا۔

فائدہ نمبر ۱:

جب قرآن مجید کے لفظ مبارک مسومین کو اکثر قراء کی قرات کے موافق یعنی اسم مفعول کے صیغہ سے پڑھا جائے تو اس کا فاعل اللہ تعالیٰ ہوگا (روح المعانی وغیرہ) پس اس آیۂ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو سر پر عمامہ شریف باندھنا بہت پسند و محبوب ہے کیونکہ اگر اس کو یہ کام ناپسند ہوتا تو فرشتوں کو اس علامت سے ہرگز نازل نہ فرماتا۔

فائدہ نمبر ۲:

اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرشتوں کو عمامہ شریف کے تاجوں سے مزین کرایا تھا جیسا کہ تمام مجاہدین کی وردی ایک طرح ہوتی ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ میدان بدر کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عمامہ شریف کے ساتھ مزین تھے جیسا کہ بعض کا عمامہ شریف کے ساتھ ہونا تو احادیث مبارکہ میں بصراحت موجود بھی ہے۔

فائدہ نمبر ۳:

معلوم ہوا کہ عمامہ شریف جہاد کی حالت میں بھی نہیں اتارنا چاہیے بلکہ مجاہدین اسلام کی دائمی و بہترین وردی ہے، کاش کہ حق تعالیٰ عزوجل ہم سب کو اس افضل و اکمل محبوب ترین صورت اور وردی سے نوازے۔ (آمین)

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفر لکم ذنوبکم واللّٰہ غفور رحیم۔

آپ فرما دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو، اللہ تم سے محبت فرمائے

تیسرا باب

عمامہ شریف کی فضیلت

احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں

تمہید

پگڑی باندھنا ایک ایسا مقدس عمل ہے جس پر حضور سرورِ عالم ﷺ نے مداومت فرمائی ہے سفر ہو یا حضر کبھی بھی ایسا نہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے سرِ مبارک کو پگڑی سے مزین نہ فرمایا ہو سلطان العلماء علامہ سلطان علی القاری رحمۃ اللہ علیہ المقامۃ العلیۃ فی العمامہ والعذبہ میں فرماتے ہیں "انہ ثبت فی الاخبار والآثار انہ ﷺ تعمم بالعمامۃ مما کاد ان یکون متواترا فی المعنی" یعنی اس سے ثابت ہوا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے عمامہ شریف کو استعمال فرمایا یہاں تک کہ احادیث و اخبار سے تواتر بالمعنی کا حکم ثابت ہوا۔ بلکہ آپ ﷺ نے عمامہ شریف کے استعمال پر بہت بڑے فضائل بیان فرمائے۔

مختصر تمہید کے بعد سرورِ انبیاء محبوبِ خدا ﷺ کی احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں جن میں عاشقِ سنت اور متبعِ سنت شریعت کو چیلنج ہے۔

کاش کہ ہم اپنے پیارے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو سمجھیں اور ان پر محبت و اخلاص سے عمل کریں۔ آمین ثم آمین۔

عمامہ شریف کی تاکید:

علیکم بالعمائم فانھا سیماء الملائکۃ وارخوا لھا خلف ظھورکم۔
(مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷ کنز العمال صفحہ ۱۸ ج ۸)

"حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ عمامے تم پر لازم ہیں اس لئے کہ عمامے ملائکہ کی علامت ہیں اور عمامے کا شملہ پیٹھ کے پیچھے لٹکاؤ۔"

واخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ علیکم بالعمائم وارخوھا خلف ظھورکم فانھا سیماء الملائکۃ۔

(خصائص کبریٰ ص ۲۰۹ ج ۲)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمامے تم پر لازم ہیں اور عمامے کے شملے اپنی پشتوں کے پیچھے ڈالو اس لئے کہ یہ فرشتوں کی نشانی ہے۔

حضور ﷺ کا عمامہ پہننے میں دوام:

اخبرنا عتاب بن زیاد قال اخبرنا عبداللہ بن المبارک قال اخبرنا ابو قتة الواسطی عن ظریف بن شہاب عن الحسن قال کان رسول اللہ ﷺ یعتم ویرخی عمامتہ بین کتفیہ. (طبقات ابن سعد ص ۴۵۵، ۴۵۶)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ عمامہ شریف باندھتے تھے اور آپ اپنے عمامے شریف کے شملے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔

مؤمن و مشرک میں فرق:

(۱) العمامة علی القلنسوة فصل ما بیننا وبین المشرکین یعطی یوم القیمة بکل کورة یدورها علی راسه نورا.

(کنز العمال صفحہ ۱۸ ج ۸)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ٹوپی پر عمامہ شریف باندھنا ہمارے اور مشرکین کے درمیان امتیازی علامت ہے اور جو عمامہ باندھتے ہیں ان کو ہر پیچ جو اپنے سر پر پھیرتا ہے اس کے بدلے قیامت کے دن نور دیا جائے گا۔

(۲) عن رکانة عن النبی ﷺ قال فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس. (کنز العمال ج ۸، ص ۸۰)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامے باندھنے کا ہے۔

(تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ۱/۲۲۳، کنز العمال ۴۲۸۹۳)

پگڑی فرشتوں کا نشان ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

وعليكم بالعمائم فانها سيماء الملائكة وارخوا لها خلف ظهوركم.

(تذکرۃ الموضوعات ص ۱۵۵، طبرانی کبیر ۱۲/۳۸۳)

ترجمہ: تم پر ضروری ہے کہ پگڑیاں باندھا کرو، کیونکہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور ان کو اپنی پشت پر لٹکا چھوڑ دیا کرو۔

فائدہ:

اس حدیث میں ایک تو آپ ﷺ نے پگڑی باندھنے کا حکم فرمایا ہے، دوسرے یہ کہ پگڑی کا کچھ حصہ (شملہ) اپنی پشت پر لٹکا دیا کرے۔

جنگ بدر میں فرشتوں نے پیلے عمامے باندھے ہوئے تھے:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو فرشتے جنگ بدر میں نازل ہوئے تھے، وہ سفید نشانات کے گھوڑوں پر سوار تھے اور پیلے رنگ کے عمامے (پگڑیاں) باندھے ہوئے تھے۔

(طبرانی کبیر ۱۴/۲۸۳، کنز العمال ن ۱۱۳۰۱، الجامع الصغیر ۵۵۳۱، فیض القدیر ۴/۳۳۲)

عمامے کا تارک دیدار الٰہی سے محروم:

ابو نعيم عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ لا ينظر الله الى قوم لا يجعلون عمائمهم تحت ردائهم يعني في الصلوة.

(کنز العمال ج ۱۰، ص ۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قوم اپنی چادروں کے نیچے نماز میں سر پر عمامے نہیں باندھتی وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم رہے گی۔

اللہ ﷺ فرماتے ہیں

اعتموا تزدادوا حلما (احمد بن کثیر)

عمامہ باندھو تمہارا علم بڑھے گا۔

(۱۸)...........رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

العمائم وقار المؤمن وعز العرب فاذا وضعت العرب عمائمها وضعت عزها

عمامے مسلمان کے وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں تو اپنی عزت اتار دیں گے۔

(رواہ الدیلمی عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ)

(۱۹)...........رکانہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لا تزال امتی علی الفطرة ما لبسوا العمائم علی القلانس

میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں گے۔

(۲۰)...........امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

ان اللہ امدنی یوم بدر وحنین بملئکة یعتمون هذه العمة ان العمامة حاجزة بین الکفر والایمان.

بے شک اللہ عزوجل نے بدر و حنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں بے شک عمامہ کفر اور ایمان میں فارق ہے۔

(رواہ ابن ابی شیبہ وابو داؤد الطیالسی وابن منیع والبیہقی)

(۲۱)...........علی ابن عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

هکذا فاعتموا فان العمامة سیماء الاسلام وهی حاجزة بین المسلمین والمشرکین.

اسی طرح باندھو عمامے کہ عمامہ اسلام کی نشانی ہے اور وہ مسلمانوں اور مشرکوں میں فارق ہے۔ (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس)

(۲۲)...........حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

هكذا تكون تيجان الملئكة (رواه ابن شاذان)

فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔

(۴۳)........رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

ان اللّٰه تعالٰی اکرم هذه الامة بالعصائب

بے شک اللہ عزوجل نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔

(رواہ ابو عبداللہ محمد وابن رزان فی فضل لباس العمائم عن خالد بن معدان مرسلا)

(۴۴)........رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

عليكم بالعمائم فانها سيماء الملئكة وارخوا لها خلف ظهوركم

عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے اپنے پس پشت چھوڑو۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عبداللہ ابن عمر والبیہقی عن عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ)

(۴۵)........رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اعتموا خالفوا على الامم قبلكم رواه البيهقي عن ابى الدرداء رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الله عزوجل وملئكته يصلون على اصحاب العمائم يوم الجمعة.

عمامے باندھو اگلی امتوں یعنی یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو وہ عمامے نہیں باندھتے۔

یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے دن عمامہ والوں پر۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

(۴۶)........انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

الصلوة في العمامة تعدل بعشر الاف حسنة

عمامے کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔ (رواہ الدیلمی)

(۴۷)........معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

العمائم تيجان العرب فاعتموا تزدادوا حلما ومن اعتم فله بكل كور حسنة فاذا حط فله بكل حطة حطها خطيئة.

تعریف میں سیماء الملائکہ کا لفظ مبارک بھی ارشاد فرمایا ہے، نیز عماموں کے احکام و مسائل بھی بیان فرماتے ہیں مثلاً شملے پیٹھ پیچھے لٹکاؤ وغیرہ۔

(۳۵)........عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ العمائم تیجان العرب فاذا وضعوا العمائم وضعوا عزھم (مسند الفردوس)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمامے عرب کے تاج ہیں، جب وہ عمامے چھوڑ دیں تو اپنی عزت اتار دیں گے۔ مسند الفردوس۔

حدیث پاک سے چار فائدے:

فائدہ نمبر ۱: معلوم ہوا کہ عمامہ شریف عزت مرتبہ اور شان والی چیز ہے، جس شخص کے سر پر عمامہ شریف ہوگا وہ عزت مرتبہ اور شان والا کہا جائے گا، کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے عربوں کا تاج فرمایا ہے۔

فائدہ نمبر ۲: معلوم ہوا کہ عمامے شریف عربوں کے تاج ہیں، عربوں کو چاہئے کہ ان کی قدر کریں اور ان کو اپنے لئے باعث زینت و کمال سمجھیں۔

فائدہ نمبر ۳: معلوم ہوا کہ جب عرب عمامہ شریف باندھنا چھوڑ دیں گے تو اپنی عزت و آبرو کم کر دیں گے، سبحان اللہ کیا شان ہے عمامہ شریف کی کہ اس کے ترک کرنے سے انسان کی عزت کم ہو جاتی ہے۔

فائدہ نمبر ۴: معلوم ہوا کہ جو لوگ عمامہ شریف نہیں باندھتے وہ حقیقتاً بے عزت یا کم عزت ہیں، کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا وَضَعُوا عِزَّهُم یعنی وہ لوگ اپنی عزت کھو بیٹھیں گے۔

(۳۶)........عن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم قال قال رسول اللہ ﷺ فان العمائم تیجان المسلمین (ابن عدی)

ترجمہ: امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک عمامے مسلمانوں کے تاج ہیں۔ (ابن عدی)

فوائد:

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عمامے نہ صرف عربوں کے تاج ہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے بھی تاج ہیں تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ ان میں اپنی عزت وآبرو سمجھیں اور ان کی قدر کریں۔

(۳۷)..........عن اسامة بن عمیر قال قال رسول اللہ ﷺ اعتموا تزدادوا احلما والعمائم تیجان العرب ابن عدی، کامل بیہقی فی شعب الایمان وروی الطبرانی صدرہ واشار المناوی الی تقویته.

ترجمہ: حضرت اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمامہ باندھو تمہارا حلم ووقار بڑھے گا اور عمامے عرب کے تاج ہیں، ابن عدی وشعب الایمان بیہقی وغیرہ۔

حدیث شریف سے دو فائدے:

فائدہ نمبر ۱ جاننا چاہئے کہ اس حدیث پاک کے دو حصے ہیں، دوسرے حصے یعنی عمامے عرب کے تاج ہیں کے فوائد پیچھے حدیث شریف میں گزر گئے ہیں، یہاں دوسرے حصے کے بارے میں فوائد پیش خدمت ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے عمامہ شریف کے باندھنے کا حکم مبارک بھی فرمایا ہے کیونکہ لفظ (اعتموا) امر کا صیغہ ہے یعنی عمامہ باندھو جیسا کہ عمامہ شریف کا باندھنا فعلاً ثابت ہے قولاً بھی ثابت ہے۔

فائدہ نمبر ۲: معلوم ہوا کہ عمامہ شریف باندھنے سے حلم وبردباری بڑھتی ہے۔

تنبیہ: جاننا چاہئے کہ حلم ایک ایسی اعلیٰ سیرت وبے بہا دولت ہے کہ لاکھوں روپیہ بلکہ اربوں روپیہ میں بھی نہیں ملتی، لیکن آپ ﷺ نے اپنی امت پر شفقت واحسان عظیم فرما کر ایک بہت آسان عمل ہمیں بتایا ہے۔

(۳۸)..........عن رکانة قال قال رسول اللہ ﷺ لاتزال امتی علی الفطرة

کرام و اعمال کے علاوہ یعنی فضائل میں محدثین ضعیف سندوں کو بھی قبول کر لیتے ہیں (تدریب الراوی ج ۱ ص ۲۹۸) جبکہ ضعف شدید نہ ہو اور خصوصاً جبکہ متعدد طرق سے مروی ہو، اسی وجہ سے شاید فقہائے عظام اور محققین کرام نے ان احادیث کے پیش نظر یہ تسلیم کر لیا ہے کہ عمامہ کے ساتھ نماز میں زیادہ ثواب ملتا ہے، کبیری میں مستحب ہونا ص ۲۱۴، فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۲۲ میں ثواب زیادہ ہونا اور فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۵۷ میں مستحب ہونا مذکور ہے۔

درمختار میں قنیہ سے نقل کیا ہے یحسن للفقهاء لف عمامة طويلة ولبس ثياب واسعة یعنی فقہاء کو طویل عمامہ لپیٹنا اور وسیع کپڑے پہننا بہتر ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ نے طحطاوی سے یہ نقل کیا ہے کہ شاید ان کے یہاں یہی عرف رہا ہوگا، دوسری جگہ اگر یہ عرف ہو کہ بغیر طول کے تعظیم کی جاتی ہو تو علمی مقام کو ظاہر کرنے کے لئے ایسا ہی کریں گے تاکہ فقہاء پہچانے جائیں اور ان سے مسائل معلوم کئے جائیں۔

(درمختار مع ردالمحتار ج ۵ ص ۲۵۰)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں ہے کہ وفات سے قبل جب سمرقند جانے کا ارادہ فرمایا تو عمامہ باندھا اور موزے پہنے، امام مسلم بھی امام ذہلی کے درس میں عمامہ کے ساتھ حاضر تھے، ان کے ایک اعلان پر اپنی چادر عمامہ پر رکھی اور چلے گئے۔

(مقدمہ فتح الباری ص ۴۹۳، ص ۴۹۱)

عمامہ

سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنسی تحقیقات

عمامے کے بارے میں احادیث کا مطالعہ تو آپ کر چکے اب عمامہ کی سنت پر چند سائنسی اور طبی تحقیقات ملاحظہ فرمائیں:

عمامہ میڈیکل نقطہ نظر سے:

جسم انسانی میں سر کا پچھلا حصہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہے، اس جگہ سے دماغ پر سردی اور گرمی کا بہت جلد اثر ہوتا ہے، اگر موسم گرما میں ننگے سر تیز دھوپ میں گھوما جائے تو (سن سٹروک) لو لگنے کا مرض ہو جاتا ہے جس سے سر میں درد اور ابکائیاں شروع ہو جاتی ہیں، درجہ حرارت بہت بڑھ جاتا ہے حتی کہ بعض اوقات ۱۰۸ فارن ہائٹ سے بڑھ جاتا ہے اور انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے، اس بیماری سے بچنے کے لئے حتی الامکان شدید گرمی کے دن دھوپ میں نہ نکلیں، اگر بضرورت جانا ہی پڑے تو سر اور گردن کو ڈھانپ کر باہر نکلیں، اس مقصد کے لئے سنت نبوی ﷺ کے مطابق عمامہ باندھنا بہت ہی احسن صورت ہے، اس طرح عمامہ باندھنے سے سر بھی ڈھک جاتا ہے اور گردن بھی، اس طرح نہ صرف اس موذی مرض سے حفاظت ہوتی ہے بلکہ سنت خیر الانام ﷺ پر عمل کا ثواب بھی ملتا ہے۔

عمامہ اور لو سے بچاؤ:

موسم گرما میں دھوپ میں کام کرنے سے بہت سے لوگوں کو شدت سے بخار ہو جاتا ہے، جس میں جسم کا درجہ حرارت بعض دفعہ ۱۱۰ درجے تک بھی پہنچ جاتا ہے اور اس سے موت واقع ہو جاتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جسم کی گرمی کے ضبط کا مرکز بے قابو ہو جاتا ہے یہ مرکز

بیک وقت بچ سکتے ہیں۔ غرضیکہ اس سنت میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

☆ مشہور روسی ماہر نے بالوں کے گرنے سے متعلق لکھا ہے کہ پگڑی اور داڑھی یا بغیر ٹوپی کے ننگے سر چلنا بالوں کے لئے مضرت رساں ہے ننگے سر بالوں پر براہ راست دھوپ کی گرمی سردی کے اثرات سے نہ صرف بال بلکہ پورا چہرہ و دماغ بھی متاثر ہوتا ہے جس سے صحت بھی متاثر ہو سکتی ہے۔

(بحوالہ: سنتیں اور ان کی برکات اور جدید سائنس)

عمامے کے فوائد طب اور سائنس کی نظر میں:

میڈیکل سوشیولوجی کے نقطہ نظر سے غور کیا جائے تو عمامے سے بے شمار فوائد وابستہ نظر آتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے عمامہ کو ہمیشہ ٹوپی پر سے باندھا ہے اور آپ ﷺ کا مبارک عمامہ متوسط ہوتا تھا یعنی نہ بہت بڑا اور نہ بہت چھوٹا عموماً ۷ ہاتھ کا گھیر والا ہوا کرتا تھا۔ (ترمذی)

۱۔ فوائد کے لحاظ سے عمامہ سر، کان اور گردن وغیرہ کو موسمی شدائد (یعنی گرمی، سردی اور بارش وغیرہ) کے مضر اثرات سے بچاتا ہے۔ خصوصاً ایسی مزاج (Nervous Temperament) والی طبیعت جو بہت جلد گرمی یا سردی سے متاثر ہو جایا کرتے ہیں ان کے لئے عمامہ اور داڑھی وغیرہ ایک نعمت اور ایئر کنڈیشن کا کام دیتا ہے۔ چنانچہ انہی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے لوگ اکثر گلوبند، مفلر، اوور کوٹ، چادر وغیرہ سے سر ڈھانپ لیا کرتے ہیں اور گرما میں دھوپ اور لو سے بچاؤ رہتا ہے۔

۲۔ بیرونی ضربات سے بطور شیلڈ (Shield) صدمات سے سر کو محفوظ رکھتا ہے۔ چنانچہ آج بھی بیرونی صدمات سے سر کو محفوظ رکھنے کے لئے موٹر سائیکل سواروں کے لئے حکومت نے (Helmet) کا لازمی کر دیا ہے۔

۳۔ ضرورت کے مطابق عمامے سے دیگر اہم ضروریات زندگی بھی پوری کی جا سکتی ہیں۔ مثلاً

(۱) بطور چادر بچھانے اور اوڑھنے یا بطور تکیہ کام میں لایا جا سکتا ہے۔

(۲) حادثات اور شدید حالتوں میں بطور کفن کام میں لایا جا سکتا ہے۔

(۳) حادثات اتفاقی (Accident) میں بطور پٹی (بینڈیج) کا کام دے سکتا ہے۔

چوتھا باب

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے فضائل کا ذکر

عمامے کے ساتھ نماز پڑھنے کے فضائل

احادیث رسول ﷺ کے آئینہ میں

ہم سب جانتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ سے لے کر صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین رضی اللہ عنہم خیر القرون سے لے کر آج تک نماز جیسی اہم عبادت کو ہمیشہ پگڑی باندھ کر ادا کیا اور پگڑی کے ساتھ نماز پڑھنے کے بڑے بڑے فضائل وروایات بیان فرمائے۔

فضائل نماز با عمامہ یعنی نماز میں عمامہ کی فضیلت:

حدیث نمبر.......۱

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ عزوجل و ملائکتہ یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعۃ

(اخرجہ الطبرانی فی الکبیر)

یعنی بے شک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے جمعہ میں عمامہ باندھے ہوؤں پر درود بھیجتے ہیں۔

حدیث نمبر.......۲:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول تطوع او فریضۃ بعمامۃ تعدل خمسا وعشرین صلوۃ بلاعمامۃ وجمعۃ بعمامۃ تعدل سبعین جمعۃ بلاعمامۃ

عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

(رواہ ابن عساکر والدیلمی وابن النجار)

یعنی ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامے کے ساتھ پچیس نماز بے عمامے کے برابر ہے اور ایک جمعہ عمامے کے ساتھ ستر جمعہ بے عمامہ کے برابر ہے۔

حدیث نمبر ۳

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الصلوۃ فی العمامۃ تعدل بعشرۃ آلاف حسنۃ

یعنی عمامے میں نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔ (رواہ الدیلمی)

حدیث نمبر ۴

عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ رکعتان بعمامۃ خیر من سبعین رکعۃ بلا عمامۃ

عمامے کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامے کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

(مسند الفردوس)

علامہ سخاوی آگے لکھتے ہیں کہ جو روایت ثابت نہیں ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

(۵)........ دیلمی نے اپنی مسند میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے عمامے کے ساتھ نماز پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامے کے ساتھ جمعہ کا ثواب ستر جمعوں کے برابر ہے۔

(۶)........ دیلمی ہی میں ہے کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھ کر آتے ہیں اور غروب آفتاب تک عمامہ باندھنے والوں پر رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

(۷)........ دیلمی ہی میں ہے کہ عمامے کے ساتھ جمعہ بغیر عمامے کے ستر جمعوں سے افضل ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان دونوں حدیثوں کو موضوع کہا ہے۔

(الفوائد المجموعہ شوکانی صفحہ ۱۸۸)

(۸)........ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے رہتے ہیں سفید عمامہ والوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

(۹)........ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمامے کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامے کی ستر رکعتوں سے افضل ہے۔

(بذل المجہود شرح ابوداؤد ج ۱ ص ۹۸)

(۱۶)...... عبدالرحمٰن سلمی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے آنحضرت ﷺ کے وضوء کے متعلق پوچھ رہے تھے تو انہوں نے بتایا کہ حضرت ﷺ اپنی ضرورت کے لئے جاتے تو میں پانی حاضر کرتا آنحضرت ﷺ وضو کرتے عمامہ اور آنکھوں کے کنارے پر ہاتھ پھیرتے۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۹۳)

آنکھوں کے لحاظ سے یہ حدیث بھی معتبر ہے۔ (دیکھئے بذل المجہود ج ۱ ص ۹۳)

ان تمام روایات سے آنحضرت ﷺ کا عمامہ باندھنا معلوم ہوتا ہے۔

(۱۷)...... حضرت حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ پر کالا عمامہ تھا اس کے دونوں کناروں کو آپ نے اپنے دونوں شانوں کے درمیان (پشت پیچھے) لٹکایا ہوا تھا۔

(مختصر الشمائل ص ۳۴، ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۲۳۹، ابن ماجہ ص ۲۵۶، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۳)

(۱۸)...... صلوٰۃ تطوع او فریضۃ بعمامۃ تعدل خمسا وعشرین صلوٰۃ بلا عمامۃ وجمعۃ بعمامۃ تعدل سبعین جمعۃ بلا عمامۃ (کنز العمال ج ۸ ص ۱۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمامے کے ساتھ ادا کی گئی نفل یا فرض نماز پچیس نمازوں کے برابر ہے اور ایک جمعہ عمامے کے ساتھ ادا کیا گیا بغیر عمامے کے ادا کئے گئے ستر جمعوں کے مساوی ہے۔

(۱۹)...... عن جابر بن عبداللہ الانصاری قال قال رسول اللہ ﷺ رکعتان بعمامۃ خیر من سبعین رکعۃ بلا عمامۃ

(رواہ الدیلمی [illegible])

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔ (مسند الفردوس)

فائدہ

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عمامہ شریف میں اتنی برکت ہے کہ دو رکعتوں کے ثواب ستر رکعتوں کے ثواب سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

تنبیہ:

جاننا چاہیئے کہ ہر مسلمان روزانہ پانچ وقتوں میں مجموعہ کم از کم چالیس رکعتیں پڑھتے ہیں یعنی اگر ہم ان تمام رکعتوں کو عمامہ شریف کے ساتھ ادا کریں تو ہر رکعت پچیس گنا اجر ہو کر ستر گنا کی زیادتی کی وجہ سے ہمیں روزانہ چالیس رکعتوں کے عوض ایک ہزار چار سو رکعتوں سے بھی زیادہ رکعتوں کا ثواب ملتا ہے۔ کتنی خوش نصیب ہے کہ اپنے پیارے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت مبارکہ کا اتباع کر کے روزانہ بلا تکلف عمامہ باندھنے والوں کی چالیس رکعتوں کے مقابلے میں ایک ہزار تین سو ساٹھ رکعتوں سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔

(٢٠)....ابن عساكر بطريق احمد بن محمد الرقي ثنا عيسى بن يونس حدثنا العباس بن كثير والديلمي بطريق الحسن بن اسحاق المعلى حدثنا اسحاق بن يعقوب القطان حدثنا سفيان بن زياد المخرمي حدثنا العباس بن كثير القرشي حدثنا يزيد بن ابي حبيب عن ميمون بن مهران قال دخلت على سالم بن عبدالله بن عمر رضي الله تعالى عنهم فحدثني مليا ثم التفت الي فقال يا ابا ايوب الا اخبرك بحديث تحبه وتحمله عني وتحدث به قلت بلى قال دخلت على ابي عبدالله بن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنهما وهو يتعمم فلما فرغ التفت فقال اتحب العمامة قلت بلى قال احبها تكرم ولا يراك الشيطان الا ولى سمعت رسول الله ﷺ يقول صلاة تطوع او فريضة بعمامة تعدل خمسا وعشرين صلاة بلا عمامة وجمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة بلا عمامة اي بني اعتم فان الملئكة يشهدون يوم الجمعة معتمين فيسلمون على اهل العمائم حتى تغيب الشمس.

(رواه ابن عساكر والديلمي وابن النجار)

جواب نمبر ۲: اس حدیث پاک میں جو فرمایا گیا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نماز بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اس سے مراد صرف عدد پچیس نہیں بلکہ کثرت مراد ہے کہ عمامہ والی نماز بے عمامہ والی نماز سے بہت زیادہ ثواب رکھتی ہے جس کا قرینہ دوسری حدیث مبارکہ میں اس طرح کی گئی کہ عمامہ والی دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے بھی افضل ہیں خلاصہ یہ ہے کہ عمامہ والی دو رکعتوں کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔

حدیث شریف سے تین فائدے

فائدہ نمبر......۱:

اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمامے کے ساتھ ایک جمعہ کا ادا کرنا بے عمامہ کے ستر جمعوں کے برابر ہے۔

فائدہ نمبر......۲:

اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن فرشتے عمامہ مبارک باندھ کر جامع مسجد میں تشریف لاتے ہیں۔

فائدہ نمبر......۳:

معلوم ہوا کہ جمعے کے دن عمامہ باندھنے والوں پر جمعے میں حاضر ہونے والے تمام فرشتے سورج ڈوبنے تک سلام بھیجتے ہیں یعنی ان کے لئے استغفار کرتے اور دعا مانگتے ہیں۔

جو بتانا چاہتے ہیں کہ یہ فائدے جو اوپر مذکور ہیں بظاہر تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ارشاد مبارک سے معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ کلمات ایسے ہیں کہ کوئی صحابی ان کو اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ باتیں عقل و اجتہاد سے معلوم نہیں ہوتیں لہٰذا کہا جائے گا کہ آپ نے یہ کلمات ضرور حضور ﷺ سے سنے ہیں لیکن آپ ﷺ کا نام مبارک یہاں نہیں لیا ہے اور ایسی احادیث کو اصطلاح محدثین میں حدیث مرفوع حکمی کہتے ہیں اور یہ بلا شبہ مقبول ہیں۔

عمامہ اور نماز:

فخر المحدثین حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے

معلوم ہوا کہ عمامہ کے ساتھ نماز مستحب ہے لیکن ترک مستحب سے کراہت لازم نہیں آتی فرماتے ہیں عمامہ کا ترک میرے نزدیک مکروہ نہیں اور کراہت کی تصریح صرف فتاوی ذخیرہ کے مصنف نے کی ہے یہ سندھ کے عالم ہیں، مجھے ان کا مرتبہ معلوم نہیں میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ ان شہروں میں کراہت ہے جہاں اس کو بے ادبی سمجھا جاتا ہو، جہاں اس کی عادت نہیں اور جہاں اس کا اہتمام نہ ہو وہاں کراہت نہیں۔ (فیض الباری ج ۲ ص ۸)

اسی طرح کی بات علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے بھی فرمائی ہے۔

(نفع المفتی والسائل ص ۱۰۷)

نیز مشائخ حضرت علامہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا بلا عمامہ امامت کرنا درست بلا کراہت کے ہے اگرچہ عمامہ پاس رکھا ہو البتہ عمامہ سے ثواب زیادہ ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۲۲۹)

اور عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے پڑھانے پر بہت اصرار بھی ٹھیک نہیں، کہ اس کو واجب کے درجہ میں نہ سمجھا جائے مگر مستحب کے درجہ میں مانتے ہوئے ترغیب دی جا سکتی ہے علماء نے یہی لکھا ہے۔ (کتب فتاوی)

نظریات علماء غیر مقلدین سے اور نماز میں عمامہ کا مسئلہ:

مشہور غیر مقلد مولوی نذیر حسین دہلوی نے لکھا ہے کہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم و من بعدھم عام طور پر عمامہ کی موجودگی میں عمامہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے (۲) نماز باعمامہ مستحب و افضل ہے (۳) ثابت نہیں کہ نماز بے عمامہ کو بے عمامہ پر فضیلت ہے (۴) نہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے اور نہ بے عمامہ دونوں مساوی ہیں بلکہ نماز باعمامہ کو بے عمامہ پر فضیلت ہے (۵) جمعہ کی نماز ہو یا کوئی اور نماز رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمامہ باندھ کر نماز پڑھتے تھے۔ (فتاوی نذیریہ ج ۳ ص ۳۷۲)

مولوی نذیر حسین دہلوی نے مزید لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم و من

پانچواں باب

حضور اقدس ﷺ کا عمامہ مبارک

اور

اس کی تفصیل کا ذکر

آنحضرت ﷺ کا عمامہ مبارک:

☆ آنحضرت ﷺ عمامہ باندھتے تھے۔

☆ اگر عمامہ نہ ہوتا تو سر اور پیشانی مبارک پر ایک پٹی باندھا کرتے تھے۔

☆ آنحضرت ﷺ کا عمامہ تقریباً سات گز کا ہوتا تھا۔

☆ آپ ﷺ عمامہ باندھتے تو شملہ ضرور چھوڑتے اور کبھی عمامہ کا پیچ ٹھوڑی کے نیچے گردن سے لے لیتے۔

☆ آپ ﷺ عمامہ کا شملہ ایک بالشت کے قریب چھوڑتے۔

☆ آپ ﷺ کے عمامہ کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان پیچھے کی طرف چھوٹا ہوا ہوتا۔

☆ عمامہ باندھنے کے ختم پر اس کا آخری پلو چاہے آگے پیچھے کے رخ میں اڑس لیتے۔

☆ تپش آفتاب کی وجہ سے کبھی عمامہ کا شملہ سر مبارک پر ڈال لیا کرتے۔

رسول اللہ ﷺ کا عمامہ مبارک اور اس کی تفصیل:

بندۂ ناچیز حقیر نے پیارے رسول ﷺ کی پگڑی مبارک کے متعلق تفصیل عرض کرتا ہے تاکہ سنت نبوی ﷺ کے عامل کو اس پاک سنت کے عمل میں آسانی ہو۔

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ عمامہ باندھنے میں سنت یہ ہے کہ سفید ہو جس میں کسی دوسرے رنگ کی آمیزش نہ ہو، اور آنحضرت ﷺ کی دستار مبارک اکثر اوقات سفید ہوتی تھی۔ بعض نے کہا کہ جنگ اور غزوہ کے اوقات آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ ہوتا تھا۔ بعض نے کہا کہ خود کے سبب سے جس کو آپ جنگ میں پہنے ہوتے تھے دستار کا رنگ میلا اور سیاہ ہو جاتا تھا ورنہ وہ دستار سفید ہوتی تھی۔ مگر ثابت یہ ہوتا ہے کہ کبھی کبھی آپ ﷺ نے سیاہ رنگ کی دستار پہنی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں پہننے کی دستار سات یا آٹھ گز بیان کی گئی ہے پانچوں نمازوں کے وقت دستار بارہ گز اور عید اور جمعہ کے روز کی چودہ گز اور جنگ و جدل

سے وقت کی دستار پندرہ گز۔

علما متاخرین نے تجویز کیا ہے سلطان، قاضی، فقیہ، مشائخ اور نمازی کو وقار، تحسین اور شان قائم رکھنے کے لئے ایسی کرتب لمبی دستار بنانا بھی جائز ہے اور دستار کی مسنون صورت یہ ہے کہ وہ نہ تو بہت زیادہ بڑی نہ بہت چھوٹی ہو اور دستار کا عرض آدھا گز ہونا چاہئے اس کے کسی قدر کم و بیش ہو تو کوئی حرج نہیں اور اس کی لمبائی کم از کم سات گز ہو اس گز کے حساب سے جو چوبیس انگل کا ہوتا ہے اور سنت یہ ہے کہ عمامہ باطہارت باندھے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو کر باندھے اور جب پیچ کھولے پیچ پیچ کر کے کھولے یکبارگی نہ اتار ڈالے، جب باندھنے میں پیچ پر پیچ باندھا گیا تو کھولنے میں بھی یہی ترکیب ہونی چاہئے، دستار باندھ چکنے کے بعد آئینہ یا پانی یا کسی اور عکس دار چیز میں دیکھ کر اس کو درست کرے اور شملہ رکھ کر باندھے شملہ میں اختلاف ہے، اکثر اوقات آنحضرت ﷺ کے پس پشت ہوتا ہے اور کبھی کبھی دائیں ہاتھ کی طرف، اور بائیں طرف شملہ رکھنا غیر مسنون ہے اور شملہ کی کم از کم لمبائی چار انگل ہے اور زیادہ ایک ہاتھ پیٹھ سے زیادہ لمبا کرنا غیر مسنون ہے اور شملہ کو وقت نماز سے مخصوص سمجھنا بھی سنت نہیں شملہ لٹکانا مستحب ہے اور زیادہ سنتوں میں سے ہے جس کے ترک کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگرچہ اس کے کرنے میں ثواب اور فضیلت بہت ہے اور روضہ میں لکھا ہے:

ارسال ذنب العمامة بين الكتفين مندوب

یعنی دونوں کاندھوں کے درمیان شملہ لٹکانا مستحب ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے:

قال ﷺ من تعمم قاعدا او تسرول قائما ابتلاه الله

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص بیٹھ کر عمامہ باندھے یا کھڑے ہو کر پاجامہ پہنے تو خدا اس کو ایسی بلا میں مبتلا کرے گا جس کا دفعیہ نہ ہو سکے گا اور اگر معذور ہو تو جائز ہے۔

عمامہ کی مقدار:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جمع الوسائل شرح شمائل میں لکھتے ہیں:

کہ شیخ جزری نے تصحیح مصابیح میں لکھا کہ میں نے کتابوں کو تلاش کیا سیرت و تاریخ کی کتابیں بھی دیکھیں کہ کہیں مجھے رسول اللہ ﷺ کے عمامے کی مقدار مل جائے لیکن مجھے کچھ نہیں ملا حتیٰ کہ مجھے ایک ایسا شخص ملا جس پر مجھے اعتماد ہے اس نے بتایا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ رسول پاک ﷺ کے پاس دو عمامے تھے ایک چھوٹا اور دوسرا بڑا چھوٹے کی مقدار سات ذراع اور بڑے کی مقدار بارہ ذراع تھی۔ (جزری کی بات ختم ہوئی)

ملا علی قاری آگے لکھتے ہیں کہ امام نووی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا عمامہ سات ذراع کا تھا چھوٹے بڑے کی کوئی تفصیل نہیں (جمع الوسائل ص ۱۲۸)

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقاۃ میں بھی یہی بات لکھی ہے جزری کا مذکورہ قول علامہ عبدالرؤف مناوی نے بھی شرح شمائل ترمذی میں ذکر کیا ہے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الحاوی فی الفتاویٰ میں فرمایا ہے کہ حضرت ﷺ کے عمامہ شریف کی مقدار کسی روایت سے ثابت نہیں۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۲۹)

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری لکھتے ہیں کہ جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت ﷺ کے عمامہ کی مقدار اتنی اور اتنی تھی اس کو کسی روایت سے ثابت کرنا چاہئے محض دعویٰ کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں حضور ﷺ کے عمامہ کی مشہور مقدار روایت میں نہیں ہے طبرانی کی ایک روایت میں سات ذراع آئی ہے سیوطی نے ابن حجر سے اس کا بے اصل ہونا نقل کیا ہے۔

(خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی ص ۷۰)

علامہ عبدالرؤف مناوی نے ابن حجر ہیتمی سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں جان لو کہ حضرت ﷺ کے عمامے کے طول و عرض کے بارے میں جو بعض حفاظ نے فرمایا کوئی بات محقق نہیں ہے البتہ طبرانی میں اس کے طول کے بارے میں جو آیا ہے کہ وہ سات ذراع تھا اور

چھٹا باب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و سلف صالحین رحمہم اللہ
کے
عماموں کا ذکر

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم وسلف صالحین رحمہم اللہ اور عمامہ:

(۱)...... بخاری شریف میں ایک یہودی ابو رافع عبداللہ بن ابی الحقیق کے قتل کا قصہ تفصیل سے مذکور ہے، اس کو بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ ابن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چاندنی رات میں گر گیا اور پنڈلی ٹوٹ گئی، میں نے عمامہ سے اس پر پٹی کی طرح باندھ لیا اور چل دیا۔ (بخاری شریف طبع پاکستان ج ۲ ص ۵۷۷)

اس سے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ جب اس مہم پر روانہ ہوئے تو عمامہ باندھے ہوئے تھے، یہ حضرت ﷺ کے زمانہ کا واقعہ ہے اور حضرت ﷺ ہی نے ان کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا تھا۔

(۲)...... حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سجدہ کرتے تھے اور ان کے ہاتھ ان کے کپڑوں میں ہوا کرتے تھے اور ان میں بعض اپنی ٹوپی اور بعض عمامہ پر سجدہ کیا کرتے تھے (اس کو عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا، حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس کو تعلیقاً ذکر کیا ہے۔ فتح الباری ج ۱ ص ۴۹۳)

(۳)...... بخاری شریف کی ایک لمبی روایت میں مذکور ہے، جعفر ابن امیہ ضمری فرماتے ہیں کہ میں عبیداللہ ابن عدی کے ساتھ نکلا، وحشی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور عبیداللہ اپنے عمامہ کو اس طرح لپیٹے ہوئے تھے کہ وحشی رضی اللہ عنہ ان کی آنکھوں اور پاؤں کے سوا کسی چیز کو نہیں دیکھ رہے تھے (بخاری ج ۲ ص ۵۸۳) اور عبیداللہ صحابی ہیں آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے ملاقات کرنا ثابت نہیں۔ (اصابہ لابن حجر ج ۲ ص ۴۵۷)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ عبیداللہ پورے سر پر کپڑے لپیٹے ہوئے تھے اور عمامہ میں اپنے چہرہ کو چھپا رکھا تھا۔

(۴)...... ابو عمر فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا کہ ایک عمامہ خریدا جس میں نقش و نگار تھا، پھر قینچی منگوائی اور اس کو کاٹ دیا۔ (ابن ماجہ ص ۲۵۹)

مصنف ابن ابی شیبہ کی آٹھویں جلد میں بہت سے صحابۂ کرام اور تابعین کے عمامہ کا تذکرہ ہے، متعدد لوگوں کے بیانات متعدد صحابہ اور تابعین کے بارے میں مذکور ہیں، مختصر اور

ہیں۔

(۵)......راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کالا عمامہ دیکھا اس کے
کنارے کو پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۲۳۴)

(۶)......دوسری روایت میں ہے کہ کالا عمامہ باندھے ہوئے تھے اور اس کو آگے اور
پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔ (ایضاً ج ۸ ص ۲۳۵)

(۷)......ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن
حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کالا عمامہ تھا۔ (ایضاً ج ۸ ص ۲۳۴)

(۸)...... حضرت انس رضی اللہ عنہ پر کالا عمامہ تھا بغیر ٹوپی کے، پیچھے تقریباً ایک
بالشت لٹکائے ہوئے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۲۳۵)

(۹)...... حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر کالا عمامہ تھا۔ (ایضاً)

(۱۰)...... حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر کالا عمامہ تھا۔

(ایضاً ج ۸ ص ۲۳۶ و ج ۸ ص ۲۳۷)

(۱۱)...... حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ پر کالا عمامہ تھا۔ (ایضاً)

(۱۲)......نافع کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عمامہ باندھتے تھے اور دونوں
شانوں کے درمیان لٹکاتے تھے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے مشائخ (نافع
وغیرہ) نے ہم کو بتایا کہ صحابہ کرام کو انہوں نے دیکھا کہ عمامہ باندھتے اور شانوں کے درمیان
لٹکاتے۔ (ایضاً ج ۸ ص ۲۴۰)

(۱۳)...... عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ عمامہ باندھے ہوئے ہیں اور اس کو
آگے اور پیچھے لٹکائے ہوئے ہیں اور میں نہیں کہہ سکتا کہ ان دونوں میں کون زیادہ طویل
تھا۔ (ایضاً)

(۱۴)......ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ عمامے کے دونوں کناروں کو اپنے آگے
لٹکائے ہوئے تھے۔ (ایضاً)

(۱۵)...... سلیمان بن ابی عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے مہاجرین اولین کو پایا کہ سوتی
عمامے باندھتے تھے کالے، سفید، سرخ، ہرے، اور زرد رنگ کے، ان میں سے ایک عمامہ کو سر

ساتواں باب

عمامہ میں شملہ لٹکانے کا ذکر

کے بارے میں جو اختلاف ہے اس کا بھی یہی جواب ہے۔

(۱۷) عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے خیبر کے موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو کالا عمامہ باندھا اور پیچھے اور بائیں مونڈھے کی طرف سے لٹکایا (عمدہ ج ۲۱ ص ۳۰۷)

عبدالاعلیٰ بن عدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غدیر خم کے موقعہ پر بلا کر عمامہ باندھا تو عمامہ کا شملہ پیچھے کی طرف لٹکایا پھر فرمایا کہ اسی طرح عمامہ باندھا کرو، اس لئے کہ یہ عمامہ اسلام کی نشانی ہے اور مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان فرق کرنے والی چیز ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۳۰۸ عن معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم)

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سعد رازی کہتے ہیں کہ میرے والد نے اپنے والد صاحب سے نقل کیا کہ انہوں نے بخارا میں ایک آدمی کو دیکھا جو خچر پر سوار تھے اور کالا عمامہ پہنے ہوئے تھے، کہہ رہے تھے کہ یہ عمامہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پہنایا ہے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۹۹ وتحفہ ج ۳ ص ۲۰۶)

ان صحابی کا نام حضرت عبداللہ بن خازم رضی اللہ عنہ تھا جو امیر خراسان ہوئے۔ (تحفہ ایضاً)

آٹھواں باب

عمامہ کے رنگوں کا ذکر

سفید رنگ اور جدید سائنسی تحقیقات

میں دھوپ کی قدر و قیمت بھی مسلمہ ہے، اسی لئے ہر ممکن ذریعہ سے مریض کو اس بات کا موقع دینا چاہئے کہ وہ دھوپ کے منافع سے اچھی طرح متمتع ہو، سفید لباس سے روشنی اچھی طرح نفوذ کرتی ہے جس کی وجہ سے جسم کو بخوبی نشوونما کا موقع ملتا ہے، کمزور آدمیوں کو تاریک و تنگ کمروں میں نہ رہنا چاہئے اور نہ انہیں اس بات کی اجازت دینی چاہئے کہ وہ سایہ یا معمولی شیشہ والی کھڑکیوں کے پیچھے رہیں، ایسے کمرہ میں سکونت رکھنا جہاں معمولی شیشہ میں سے روشنی آتی ہو بنفشی شعاعوں کے نقطۂ نظر سے اسی طرح مضر صحت ہے جس طرح کسی اندھیری کوٹھری میں رہنا، قوائے جسم کو برباد کر دیتا ہے، کیونکہ کھڑکی کے شیشے عام طور پر قوت اور مستعدی کے قیمتی جوہر کو جسم انسانی سے بالکل خارج کر دیتے ہیں، سفید کپڑوں میں ملبوس رہنے کے علاوہ کمزوروں کو دن کے بہت سے گھنٹے کھلے آسمان کے نیچے کھلی ہوا میں بسر کرنے چاہئیں سورج کی بے روک ٹوک سیدھی کرنیں صحت کے حق میں خاص طور پر مفید ہیں لیکن وہ روشنی جو آسمان سے بادلوں میں سے ہو کر پڑتی ہے بھی کم نفع بخش نہیں اگر درخت یا دوسری سایہ دار جگہ کے نیچے سے آسمان کا کچھ حصہ نظر آتا ہو تو وہ بھی صحت کے حق میں بہت نفع رساں ہے، وہ بچے جن کے جسم کی بالیدگی ترقی پذیر ہو تو وہ ضرور ہی سفید پوشاک میں ملبوس ہونے چاہئیں اور اگر ان کا لباس رنگ دار ہو تو وہ رنگ نہایت ہلکا ہونا بہتر رہے گا، جس طرح پودوں کی بالیدگی میں روشنی کی بے حد ضرورت ہے اسی طرح بچے بھی اپنی نشوونما میں روشنی اور کھلی فضا کے محتاج ہیں، ظاہر ہے کہ جو پودے تاریکی میں نشوونما پاتے ہیں وہ کمزور اور پست قامت رہتے ہیں اور جراثیم کا آسانی سے شکار بن جاتے ہیں اور انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ جلدی موت کے چنگل میں گرفتار ہو جاتے ہیں، ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی دو تہائی آبادی شہروں میں سکونت پذیر ہے اور قریب قریب ساری آبادی اسی محرومی میں مبتلا رہتی ہے کہ دھوپ ان کے جسم کو مس نہیں کرتی، معلوم ہوا کہ صرف چہرے اور ہاتھوں پر دھوپ پڑ جانا ہرگز کافی نہیں، چہرے کا رقبہ قد کے لحاظ سے کم و بیش ہوتا ہے، بالغ آدمی کے جسم کا رقبہ اوسطاً چودہ مربع فٹ ہے، حالانکہ ہاتھ اور چہرہ کا کل رقبہ جسم کے دسویں حصے سے بھی کم ہے اس سے معلوم ہوگا کہ حصول صحت کے لئے صرف دسویں حصہ پر دھوپ پڑ جانا ہرگز کفایت نہیں کرتا۔

ہمارے اس بیان سے یہ بھی ظاہر ہوگا کہ وہ لوگ جو روشنی اور سیاہ رنگ کے کپڑے پہنتے

ہیں حقیقت میں بہت کم روشنی ان کے جسم کو مس کرتی ہے اگرچہ وہ اپنے اوقات کا بیشتر حصہ کھلی ہوا ہی میں کیوں نہ گزاریں، جہاں تک ممکن ہو موسم گرما میں چھوٹے بچوں کو بہت کم لباس پہنانا چاہئے تاکہ ان کے جسموں کو کافی دھوپ اور ہوا لگ سکے، موسم گرم ہو خواہ سرد، افزائش صحت کے لئے سفید لباس اختیار کرنا ضروریات میں سے ہے۔

سفید رنگ اور جدید سائنسی تحقیقات:

سفید رنگ محبت اور امن کی علامت ہے، فطری ماحول میں یہ رنگ چاند، چاندنی، دودھ اور دھوئے ہوئی اشیاء میں نظر آتا ہے، سفید رنگ تمام رنگوں کا مرکب ہے، دوا خانوں اور ہسپتالوں میں اکثر یہی رنگ نظر آتا ہے، اس رنگ کی خوبی یہ ہے کہ یہ بہترین پس منظر ثابت ہوتا ہے، سفید رنگ کے پس منظر میں جس رنگ کی چیز بھی ہوگی وہ زیادہ خوب صورت نظر آئے گی، جو لوگ سفید رنگ کو پسند کرتے ہیں وہ پاکیزہ خیالات کے مالک ہوتے ہیں، ان کے مزاج میں دھیما پن اور بردباری پائی جاتی ہے، فطری طور پر اس رنگ کو پسند کرنے والے افراد صلح جو، امن پسند دوسروں کے ہمدرد اور خیر خواہ ہوتے ہیں، یہ بات شاید بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگی کہ ابتداء میں روضۂ اقدس ﷺ کے گنبد کا رنگ بھی سفید تھا، جس کو بعد میں سلطان محمود نے سبز کرا دیا تھا، چنانچہ اب اسی رنگ کی مناسبت سے یہ سبز گنبد یا گنبد خضریٰ کہلاتا ہے۔

رنگ اور روشنی کے ماہرین نے سفید لباس کو کینسر سے بچاؤ کا بہترین تریاق قرار دیا ہے اس کے علاوہ جلدی گلینڈز کا ورم، پسینے کے مسامات کا بند ہو جانا، پھپھوندی کے امراض جیسی خطرناک بیماریاں نہیں ہوں گی سفید لباس ہر قسم کے موسمی تغیرات کا مقابلہ کرتا ہے، سخت گرمی کے موسم میں سفید لباس گرم نہیں ہوتا، کیونکہ یہ گرمی کو جذب نہیں کرتا بلکہ رد کرتا ہے اور حرارت سخت سردی کے موسم میں سردی کی وجہ سے لباس ٹھنڈا نہیں ہوتا۔

جلدی الرجی، ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کو ہمیشہ سفید لباس پہننا چاہئے کہ رنگ و روشنی کے اصول کے مطابق سفید لباس دل، دماغ اور جلد کا محافظ ہے۔

چھت گرم شعاعوں کو جذب کر لیتی ہے اور انہیں اندر منتقل نہیں کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ سفید چھت والا مکان گرمیوں میں نسبتاً ٹھنڈا رہتا ہے۔

سفید رنگ کا اثر:

اس بات سے تو سب واقف ہیں کہ گرم علاقوں میں بہت زیادہ گرمی پڑتی ہے۔ وہاں مکانات کی چھتوں پر سفید رنگ کرانے کا مشورہ دیا جاتا ہے کیونکہ یہ رنگ سورج کی کرنوں کو جذب کرنے کے بجائے منعکس کر دیتا ہے۔ لیکن سائنس دان یہ معلوم کرنے میں لگے ہوئے تھے کہ سفید رنگ کس حد تک مکانات ٹھنڈا رکھنے میں کام آتا ہے۔ اس سلسلے میں فلوریڈا سولر انرجی سنٹر کے صدر وولکر کہتے ہیں کہ ہم نے تحقیق کے ذریعے یہ معلوم کیا ہے کہ مکانات کو ٹھنڈا رکھنے کے لئے چھت کا رنگ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اگرچہ لوگ اسے اہمیت نہیں دیتے ہیں۔ انہوں نے تجربے کے بعد بتایا ہے کہ جن مکانات پر [illegible] لگایا ہوتا ہے ان میں ائیر کنڈیشنر کے استعمال میں ۱۲ فیصد کمی ہوتی ہے۔

گرمیوں میں سفید لباس پہننا دانشمندی کیوں ہے؟

سفید لباس حرارت کے معاملے میں بڑا موثر اور اچھا موصل ہے۔ یہ حرارت اور گرمی کو جذب نہیں کرتا بلکہ دوسری چیزوں پر ڈال دیتا ہے یا ماحول میں واپس کر دیتا ہے۔ یہ ہمارے جسموں کو نسبتاً ٹھنڈا رکھتا ہے اور ہم ہلکے کپڑوں پر سفید لباس کو ترجیح دیتے ہیں۔

گرمیوں میں لوگ سفید کپڑے پہننے کو کیوں ترجیح دیتے ہیں؟

رنگ دار کپڑوں کے برعکس سفید کپڑے گرمی یا حرارت کو جذب نہیں کرتے بلکہ وہ حرارت کو زیادہ مقدار میں منعکس کرتے یا منتشر کرتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سفید کپڑے پہننے سے بدن کو سکون محسوس ہوتا ہے اور لوگ گرمیوں میں عام طور پر سفید ہی کپڑے پہنتے ہیں۔ اس کے برعکس سردیوں میں گہرے رنگ کے کپڑے پہنے جاتے ہیں کیونکہ وہ سورج کی شعاعیں جذب کر کے بدن کو گرم رکھتے ہیں۔

نواں باب

عمامہ کو ٹوپی پر باندھنے کا ذکر

عمامہ کو ٹوپی پر باندھنا:

(۱)...... حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کشتی لڑی تو حضرت ﷺ نے ان کو پچھاڑ دیا، حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا فرما رہے تھے کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔

(ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند درست نہیں اور ہم ابو الحسن عسقلانی اور ابن رکانہ کو نہیں پہچانتے۔ ترمذی ج ۱ ص ۳۰۸)

(۲)...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ٹوپی پہنتے تھے عمامہ کے نیچے اور بغیر عمامہ کے بھی اور عمامہ باندھتے تھے بغیر ٹوپی کے اور یمنی ٹوپی پہنتے تھے اور وہ سفید (درمیان میں روئی وغیرہ رکھ کر) سی ہوئی تھی اور لڑائی میں کان والی ٹوپی پہنتے تھے اور کبھی ٹوپی نکال کر اپنے سامنے سترہ کے طور پر رکھ لیتے اور نماز پڑھتے اور آپ ﷺ کی عادت شریفہ یہ بھی کہ اپنے ہتھیار اور جانور اور سامان کا نام رکھ دیتے (اس کو رویانی نے اپنی مسند میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا اور یہ ضعیف روایت ہے۔

(الجامع الصغیر مع فیض القدیر للمناوی ج ۵ ص ۲۴۷)

علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روایت میں یہ جو مذکور ہے کہ آپ ﷺ ٹوپی بغیر عمامہ کے پہنتے تھے تو ظاہر یہ ہے کہ ایسا آپ گھر میں کرتے تھے، جب باہر نکلتے تھے تو ظاہر یہ ہے کہ بغیر عمامہ کے نہیں نکلتے تھے۔ (فیض القدیر ج ۵ ص ۲۴۷)

حضرت مناوی رحمہ اللہ کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خیال میں حضرت ﷺ ہمیشہ عمامہ پہنتے تھے۔ واللہ اعلم۔

حافظ عراقی شرح ترمذی میں فرماتے ہیں کہ ٹوپی کے بارے میں سب سے عمدہ اسناد وہ ہے جو ابو الشیخ نے ذکر کی ہے، جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان ہے کہ حضرت ﷺ سفر میں کان والی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں پتلی کی ہوئی یعنی شامی۔ اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ ٹوپی کے اوپر باندھنا مستحب اور مندوب ہے۔

(فیض القدیر ج ۵ ص ۲۴۶)

عراقی اور سخاوی کے کلام سے معلوم ہوا کہ ان کے خیال میں عمامہ ٹوپی کے اوپر باندھنا بہتر ہے، اسی طرح کا مضمون ملا علی قاری رحمہ اللہ وغیرہ کی عبارت سے بھی نکلتا ہے، جو انہوں نے ترمذی کی حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ والی مذکورہ حدیث کی شرح میں لکھی ہے، بلکہ ملا علی قاری رحمہ اللہ اور علامہ سخاوی رحمہ اللہ دونوں نے شمائل ترمذی کی شرح میں علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ سے بعض علماء کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کی ہیئت ہے (شرح شمائل ج ۱ ص ۱۶۵ و ج ۱ ص ۲۰۸) تحفۃ الاحوذی میں ابن الجوزی کے بجائے جزری لکھا ہے
(ج ۳ ص ۳۹)

لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہم ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں اور مشرکین ٹوپی کے بغیر باندھتے ہیں، شیخ الہند رحمہ اللہ، علامہ کشمیری رحمہ اللہ اور مولانا خلیل احمد رحمہ اللہ نے یہی مطلب لیا ہے۔ (بذل المجہود ج ۲ ص ۴۷۶)

یہ ہمارے اور ان کے درمیان فرق ہے، اس سے صرف ٹوپی کا مشرکین کی ہیئت ہونا لازم نہیں آتا، نیز وہ حدیث ضعیف ہے، علاوہ ازیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں صرف ٹوپی پہننا مذکور ہے، وہ بھی ضعیف ہے۔

اس لئے یہ کہنا مناسب ہوگا کہ تمام صورتیں جائز ہیں، عمامہ بغیر ٹوپی کے اور ٹوپی بغیر عمامہ کے لیکن ٹوپی پر عمامہ باندھنا سب سے افضل ہے۔

اس لئے کہ عمامہ باندھنا رسول پاک ﷺ کا اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔

سخاوی شرح شمائل میں شرح زیلعی سے نقل کرتے ہیں کہ سر سے لپٹی ہوئی ٹوپی اور بلند (روئی وغیرہ بھر کر) سلی ہوئی ٹوپی یا اس کے علاوہ کوئی اور ٹوپی عمامہ کے نیچے پہننے یا بغیر عمامہ کے پہننے میں کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ یہ سب حضرت مصطفی ﷺ سے منقول ہے، اسی سے بعض حضرات نے بعض علاقوں کے اس رواج کی تائید پیش کی ہے کہ وہاں لوگوں نے عمامہ بالکل ترک کر دیا اور علماء کرام سفید ٹوپی پر چادر ڈال لیتے ہیں اور اس سے پہچانے جاتے ہیں، لیکن افضل عمامہ ہے۔ (ج ۱ ص ۱۶۵)

(۳)..... شرح ابوداؤد صفحہ ۹۲ جلد ۴، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم صفحہ ۶۲۸ جلد

دوم میں فرماتے ہیں ان یلبس القلنسوۃ بغیر عمامۃ ویلبس العمامۃ بغیر قلنسوہ انتہی۔ عون المعبود شرح ابوداؤد صفحہ ۹۶ جلد ۴۔ امام غزالی رحمہ اللہ احیاء العلوم صفحہ ۱۸ جلد دوم میں فرماتے ہیں کان یلبس القلانس تحت العمامۃ وبغیر عمامۃ اھ یعنی رسول کریم ﷺ کبھی عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے اور کبھی بغیر عمامہ کے پہنتے تھے۔

(۳)...... علامہ سیوطی رحمہ اللہ جامع صغیر میں لکھتے ہیں کان یلبس القلانس تحت العمائم وبغیر العمائم ویلبس العمائم بغیر قلانس اھ سراج المنیر شرح جامع الصغیر صفحہ ۱۸۳ اسی حدیث کو ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بحوالہ جامع صغیر مرقاۃ میں بھی لکھا ہے نیز امام سیوطی رحمہ اللہ رسائل اثنا عشر کے صفحہ ۲۷ میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں وقد ذکر البارزی فی توثیق عری الایمان ان النبی ﷺ کان یلبس القلانس تحت العمائم ویلبس القلانس بغیر عمائم ویلبس العمائم بغیر قلانس اھ پھر اس کے آگے فرماتے ہیں ابو موسیٰ بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بصرہ میں دیکھا انہوں نے قلنسوہ وطیہ اس پر ٹوپی ایسی تھی جو سر کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے اس سے سمجھا جاتا ہے کہ ٹوپی بغیر عمامہ تھی اور مشکوٰۃ میں ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیاں لٹکتی تھیں جو سر پر چپکی ہوئی ہوتی تھیں۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ کبھی حضور ﷺ صرف ٹوپی بھی پہنتے تھے، چنانچہ بخاری شریف میں ہے فتح مکہ کے دن رسول اکرم ﷺ کے سر مبارک پر مغفر تھی جو کہ ٹوپی کو کہتے ہیں، لہٰذا کبھی ٹوپی اور کبھی پگڑی پہنے، وہ ہرگز تارک سنت نہیں ہے۔

(۵)...... العمامۃ علی القلنسوۃ فصل ما بیننا وبین المشرکین یعطی المؤمن یوم القیامۃ لکل کورۃ یدورها علی رأسه نورا رواہ الباوردی عن رکانۃ وفی الجری من اعتم فله بکل کورۃ حسنۃ فاذا حط فله بکل حطۃ حطۃ خطیئۃ.

پگڑی کا ٹوپی کے اوپر باندھنے سے مشرکین اور ہمارے مابین امتیاز ہو جاتا ہے، مومن کو قیامت میں پگڑی کے ہر بل پر نور عطا ہوگا اور ایک روایت میں ہے جو پگڑی باندھتا ہے اسے ہر بل کے عوض ثواب ملے گا اور جب اس کے بل کھولتا ہے تو ہر بل کے کھولنے پر گناہ جھڑتے ہیں۔

دسواں باب

نماز میں عمامہ پہننے کا مسئلہ
اور سنن زوائد کا حکم

نماز میں عمامہ کا مسئلہ اور سنن زوائد کا حکم:

باقی رہا نماز میں عمامہ کا مسئلہ سو اس کا استعمال نماز کے مستحبات سے ہے۔ جس کے ترک سے نماز میں خلل تو درکنار کراہت بھی نہیں کیونکہ یہ سنن زوائد سے ہے اور اصول فقہ کے قاعدہ کی بنا پر سنن زوائد کا حکم مستحبات کا ہے چنانچہ درمختار میں ہے:

ولها آداب تركه لا يوجب اساءة ولا عتابا كترك سنة الزوائد لكن فعله افضل

نماز کے مستحبات بھی ہیں ان میں کسی ایک کے ترک سے نہ گناہ ہوتا ہے اور نہ عتاب جیسے سنن زوائد کو ترک کرنا لیکن افضل ہے ان پر عمل کرنا۔

ردالمحتار میں ہے:

ردالمحتار (شامی) میں ہے:

السنة نوعان سنة الهدى وتركها يوجب اساءة وكراهة كالجماعة والاذان والاقامة ونحوها وسنة الزوائد وتركها لايوجب ذلك كسير النبي ﷺ في لباسه والنفل ومنه المندوب يثاب فاعله ولا يسيء تاركه الخ

یعنی سنت دو قسم ہے (۱) سنت الہدیٰ جس کا ترک گناہ اور مکروہ ہے جیسے نماز باجماعت اور اذان واقامت وغیرہ (۲) سنت زوائد اس کا ترک گناہ نہیں ہے اور نہ مکروہ اسی طرح نوافل اور مستحب کا بھی یہی حکم ہے کہ ان کے عامل کو ثواب ملتا ہے لیکن ترک پر گناہ نہیں۔

رومال اگر ایسا ہو کہ اس سے پیچ آسکیں کہ سر کو چھپا لیں تو وہ عمامہ کے حکم میں ہے اگر چھوٹا ہو کہ جس سے صرف دو ایک پیچ آسکیں تو لپیٹنا مکروہ ہے جیسے کہ ملا علی القاری رحمہ اللہ الباری کی عبارت دالقامة الغدیر (ٹوپی) ابھی گزری اور حدیث شریف بھی بیان ہو لی کہ فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس یعنی ہم میں اور مشرکوں میں ایک فرق یہ ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں اور حضرت سیدی شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

ان تعميم المشركين العرب ثابت معلوم فالمعني انا نجمع العمائم على القلانس وهم يعممون بدونها

یعنی مشرکین عرب کا پگڑی پہننا معلوم ہے، معنی یہ ہوا کہ ہم پگڑیاں ٹوپیوں پر پہنتے ہیں اور پگڑیاں بغیر ٹوپیوں کے بغیر پہنتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ بڑے رومال کے نیچے ٹوپی ہو تو نماز جائز ہے ورنہ مکروہ، خالی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا پڑھانا خلاف سنت ہے، لیکن سابقہ معلوم ہوا کہ پگڑی سنن زائدہ سے ہے اس کے ترک سے نماز میں خلل نہیں آتا ہے اور نہ ہی کراہت، لیکن خلاف اولیٰ ضرور ہے، اگر پگڑی باندھ کر نماز پڑھی جائے تو بڑی فضیلت کی بات ہے، بعض مساجد میں ائمہ کرام پر یہ ضروری قرار دیا جاتا ہے کہ پگڑی باندھ کر امامت کرائیں یہ اصرار تو عمل ترک ہے، لیکن عمامہ پہن کر نماز پڑھنے اور پڑھانے کے انوارات و برکات ہی کچھ اور ہیں۔

حضرت سید السادات شیخ المشائخ قدوۃ السالکین عمدۃ العارفین پیر فضل علی قریشی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دفعہ سفر فرماتے ہوئے ایک مرتبہ دار العلوم دیوبند شریف لے گئے، وہاں ظہر کے وقت حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھائی، سر پر کپڑے کی ٹوپی تھی، بعد فراغت نماز حضرت قبلہ پیر قریشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ سے فرمایا:

دار العلوم میں ہوتے ہوئے افضل سنت کا ترک، یہ سنتے ہی قاری صاحب رحمہ اللہ نے فوراً اشارہ کیا، صافہ (عمامہ) لایا گیا اور اس کو مسجد کے مصلے پر رکھ دیا گیا، ہر نماز کے وقت جو کوئی بھی امامت کے لئے آتا ٹوپی پر صافہ (عمامہ شریف) باندھتا۔ (مقامات فضلیہ صفحہ ۵۸)

امام صاحب قوم کے نمائندے ہوتے ہیں:

معلوم ہوا کہ امام صاحب قوم کے نمائندہ ہوتے ہیں، مقتدیوں کے آگے بارگاہ حق میں حاضری دینے والے، اگر وہ ایسی ہیئت میں جائیں کہ جس سے وہ نفرت کرے تو اچھا نہ جانا اچھا، کچہریوں میں دفتروں میں دربار میں جانے کے لئے ہمارے دور میں جن لباسوں سے نفرت کی جاتی ہے جیسے لباس پہن کر وکلا، امراء، درباری لوگ نہیں جاتے، بلکہ اپنے دیے

لباس والے کو ساتھ لے جانے سے بھی گھبراتے ہیں، مگر افسوس ہے ہمارے آج کے پرکہ دربارِ حق میں حاضر ہوتے ہیں مثلاً نماز وغیرہ مگر لیکن اس لباس میں نہیں جاتے جو ان کے آقا دو عالم ﷺ کو محبوب ہے یعنی اس کے محبوب کریم ﷺ کا محبوب لباس۔ لیکن ائمہ و علماء و حفاظ نیز مشائخ نے جواز کی راہ ڈھونڈ لی اور چلے گئے ایسے لباس میں جس سے ان کے آقا کو نفرت ہے یعنی اس کے پیارے محبوب ﷺ کے مخالفین انگریز، ہندو اور یہود کے لباس میں، اگر وہ آقا کریم ﷺ نہ ہوتے تو جیسے ہمارے دور میں اعلیٰ افسروں کے سامنے ان کے مطلوب لباس میں اگر نہ جانے والوں کو دھتکارا جاتا ہے وہاں بھی ایسے ہی ہوتا لیکن یہ صدقہ ہے امام الانبیاء و المرسلین ﷺ کا کہ انہوں نے کئی راتیں آنکھوں پر کاٹ کر کھڑے کھڑے گذار دی کہ رب العالمین ان کی امت کے ساتھ رحمت سے پیش آئے، چنانچہ وہاں سے وعدہ ہو گیا کہ اس کے دربار میں جس رنگ میں جائیں تو ان کے لئے رکاوٹ نہیں۔ اب اس کا معنی یہ نہیں کہ ہم اس کے دربار میں عامی حالت میں جائیں بلکہ اس شان میں حاضری دیں کہ وہ دیکھتے ہی ہمیں اپنی رحمت میں ڈھانپ لے اور اس کی وہی صورت ہے کہ جس صورت میں اس کے پیارے حبیب کریم رؤف رحیم علیہ الف الف الصلوات واکمل التسلیمات نے حکم فرمایا ہے۔

گیارھواں باب

حضور اقدس ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے کرتے اور ان کی کیفیات اور آپ ﷺ کا لباس اور جبہ اور چادریں عمامہ اور ٹوپی کا ذکر

رسول اللہ ﷺ کا لباس

کرتہ:

رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں میں کرتہ زیادہ پسند تھا۔

(ترمذی، ابوداؤد، معارف الحدیث)

رسول اللہ ﷺ کے کرتہ کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی۔

(شمائل ترمذی، مشکوۃ)

رسول اللہ ﷺ کی قمیص کا گریبان سینہ مبارک پر ہوتا تھا۔

(خصائل نبوی)

کرتے کے گریبان کا کھلا ہونا:

رسول اللہ ﷺ کے کرتہ کا گھنڈی کھلا ہوا تھا ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر مہر نبوت کو چھوا (شمائل ترمذی) یعنی رسول اللہ ﷺ اپنے کرتے کا گریبان کھول لیا کرتے تھے اور سینہ اطہر صاف نظر آتا اور اسی حالت میں نماز پڑھتے۔ (شمائل ترمذی، ابو داؤد)

جبہ (چادر)

رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں میں سے جبہ (چادر) کا پہننا بہت پسند تھا۔

(بخاری، مسلم، معارف الحدیث)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہم کو ایک پیوند لگی ہوئی چادر اور ایک موٹی لنگی نکال کر دکھائی اور یہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک ان دونوں کپڑوں میں ہوا تھا۔ (شمائل ترمذی)

آپ ﷺ ہمیشہ تہبند ناف سے نیچے باندھتے تھے اور نصف پنڈلی سے اونچا رکھتے۔

(خصائل نبوی)

قیمتی جبہ اور قیمتی چادریں:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رومی جبہ پہنا، جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ (بخاری، مسلم، معارف الحدیث)

عمامہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے زیب سر سیاہ عمامہ تھا۔ (مسلم، ریاض الصالحین)

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اس وقت آپ ﷺ سیاہ رنگ کا عمامہ زیب سر فرمائے ہوئے تھے اور اس کا کنارہ آپ ﷺ نے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رکھا تھا۔ (مسلم، معارف الحدیث)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم عمامہ باندھا کرو اس لئے کہ پگڑی فرشتوں کی علامت ہے اور عمامے کے شملے کو پیٹھ کی طرف چھوڑ دو۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

ٹوپی:

رسول اللہ ﷺ سفید ٹوپی بھی زیب سر فرماتے تھے۔ (معجم کبیر طبرانی، معارف الحدیث)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیاں سر سے لگی ہوئی تھیں۔ (مشکوٰۃ)

عمامہ اور ٹوپی:

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور مشرکین کے درمیان یہ فرق ہے کہ وہ عمامہ بغیر ٹوپی کے باندھتے ہیں اور ہم ٹوپی کے اوپر باندھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ تپش آفتاب کی وجہ سے بھی عمامہ کا شملہ سر مبارک پر ڈال لیا کرتے تھے۔ (خصائل نبوی)

بارہواں باب

عمامہ شریف باندھنے کا صحیح طریقہ

احادیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں

سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے اور ظاہر ہے کہ عمامہ شریف بھی ایک اچھی اور متبرک چیز ہے لہٰذا انسان اس کو اپنی دائیں جانب سے شروع کر کے بائیں جانب پھیرے یہی طریق مسنون ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

سوال۔ مندرجہ بالا حدیث نمبر ۱ و نمبر ۲ میں لفظ تیمّن اور تیامن از باب تفعّل و تفاعل آئے ہیں اور ان کے معنی لغت میں اس طرح آئے ہیں "یامن و تیامن وایمن" دائیں طرف لے جانا منجد عربی اردو لغت "تیامن" بطرف راست میل کردن یعنی دائیں طرف جانا منتخب اللغات عربی فارسی لغت۔

"تیامن تیامنا" اتجہ نحو الیمین یعنی دائیں جانب گیا مصباح اللغات و منجد۔

پس ان لغات کے بیان سے معلوم ہوا کہ مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ ہر ایک اچھی و متبرک چیز کو دائیں جانب لے جانے کو پسند فرماتے تھے اسی ظاہر اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ شریف میں بھی سنت یہ ہو کہ انسان اس کے پیچ کو اپنی دائیں جانب لے جائے (یعنی اپنی بائیں جانب سے شروع کر کے دائیں جانب پھیرے) پس آپ کے قول کے لئے کیا دلیل ہے کہ آپ نے کہا کہ انسان اس کے پیچ کو اپنی دائیں جانب سے شروع کر کے بائیں جانب لے جائے؟

جواب۔ یاد رہے کہ اگر ان دو الفاظ "تیمّن و تیامن" کے لغوی معانی مندرجہ بالا کتب لغت میں اس طرح آئے ہیں تو مندرجہ ذیل کتب لغات میں مندرجہ ذیل معانی بھی آئے ہیں۔

تیمن ابتدا فی الافعال بالید الیمنی والرجل الیمنی والجانب الایمن (المعجم الوسیط)

ترجمہ: دائیں ہاتھ دائیں پیر اور دائیں جانب سے کام شروع کرنا

تیمّن دائیں طرف سے شروع کرنا (جیسے تیامن ہے) لغات الحدیث صفحہ ۲۹ جلد ۴

تیمن تیمنا: ابتدا فی الافعال بالید الیمنی والرجل الیمنی والجانب

الایمن۔ لاروس صفحہ ۳۵۷

ترجمہ: داہنے یعنی دائیں جانب سے کام شروع کرنا۔

تیمن: داہنے، یعنی یا داہنی جانب سے شروع کرنا۔ مصباح اللغات صفحہ ۱۰۱۹۔

ف: مندرجہ بالا کتاب لغات الحدیث کی "تیمن: التیمن" والی عبارت "یعنی" جیسے تیامن ہے" سے معلوم ہوا کہ لفظ تیامن بھی داہنی طرف سے شروع کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

پس ان لغات کے بیان سے یہ معلوم ہوا کہ مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ ہر اچھی و متبرک چیز کو داہنی جانب سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے لہذا انسان عمامہ شریف کو بھی اپنی داہنی جانب سے شروع کرکے بائیں جانب پھیرے جیسا کہ اوپر عرض کیا ہے نہ کہ اس کے برعکس۔

دوسرا سوال اور اس کا جواب:

سوال: جب لغت لفظ تیمن و تیامن میں دو موضوع عمامہ شریف کا مراد و متضاد معانی نظر آئے ایک معنی سے معلوم ہوا کہ انسان عمامہ شریف کے پہلے پیچ کو اپنی داہنی جانب لے جائے اور دوسرے سے معلوم ہوا کہ اس کے پہلے پیچ کو اپنی داہنی جانب سے شروع کرکے بائیں جانب لے جائے۔ پس ایک معنی مخصوص (یعنی اپنی داہنی جانب سے شروع کرکے بائیں جانب لے جائے) کو ترجیح کی کیا وجہ ہے......؟

جواب: جاننا چاہئے کہ حقیقۃً لفظ تیمن و تیامن کے دونوں لغوی معانی میں کوئی تضاد نہیں ان دونوں میں صرف فرق اعتباری ہے یعنی ایک اعتبار سے یوں معنی ہوگا کہ داہنی جانب لے جائے اور دوسرے اعتبار سے یہ معنی ہوگا کہ داہنی جانب سے شروع کرکے بائیں جانب لے جائے لیکن ان دونوں معانی کا نتیجہ ایک ہی کام نکلتا ہے۔

تشریح:

مثلاً اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کی طرف طواف کیلئے جائے تو اب یہاں دو چیزیں ہیں

ہیں، ایک آدمی اور دوسرا بیت اللہ شریف۔ اب اگر آدمی سنت کے موافق اس کو پھرنا (طواف کرنا) چاہے تو وہ (انسان) اپنے اعتبار سے اپنے داہنے ہاتھ کی جانب جائے اور طواف کرے اور یہی تیمن وتیامن کے پہلے معنی ہیں یعنی داہنی جانب بڑھنا۔

لیکن بیت اللہ شریف کے اعتبار سے اس بیت اللہ کی داہنی جانب سے شروع کرکے بائیں جانب پھرے اور طواف کرے اسی طرح ہی موافق سنت ہے کیونکہ ذات کعبہ مثلاً ایک آدمی کی شکل ہے اور اس کے دروازے والی جانب اس کا منہ ہے تو پھر بیت اللہ شریف کی حجر اسود والی جانب اس کی داہنی جانب اور شمال والی جانب اس کی بائیں جانب ٹھہرے گی۔ پس اس صورت میں طواف بیت اللہ شریف کی داہنی جانب سے شروع کرکے اس کی بائیں جانب کیا جائے، یہی تیمن وتیامن کے دوسرے معنی ہیں اور اسی طرح ہی سنت ہے، پس نتیجہ یہ نکلا کہ تیمن وتیامن کے دونوں لغوی معانی کا مطلب حقیقۃً ایک ہی ہے، صرف فرق اعتباری ہے حقیقی نہیں۔

رابطہ:

پس یہاں ہمارے مضمون میں عمامہ شریف مثل انسان طائف اور سر انسان مثل ذات کعبہ ہے تو اس صورت میں عمامہ شریف جب سر انسان کے قریب آجائے تو وہ مثل انسان طائف کے داہنی طرف جاتے ہوئے چکر کھائے، اسی طرح ہی موافق سنت ہے اور یہی تیمن وتیامن کے پہلے معنی ہوئے لیکن انسان جب اسے اپنے اعتبار سے اپنے سر کے اردگرد چکر دے تو مثل کعبہ اس کو اپنے داہنے ہاتھ کی جانب سے شروع کرکے بائیں ہاتھ کی جانب پھیر دے، اسی طرح ہی سنت ہے اور یہی تیمن وتیامن کے دوسرے معنی ہوئے۔

تیرہواں باب

حضورِ اقدس ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

اور

تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کی لوریوں کا ذکر

چودہواں باب

ٹوپی اور عمامے کے ساتھ نماز پڑھنے کا ذکر
یعنی
ٹوپی یا عمامے کے ساتھ نماز پڑھئے

عمامہ ٹوپی پہننا فطرت انسانی ہے:

لاتزال امتی علی الفطرة مالبسوا العمائم علی القلانس

(کنز العمال ج ۸ ص ۱۹)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت جب تک ٹوپیوں پر عمامے باندھتی رہے گی تب تک فطرت انسانی پر قائم رہے گی۔

اس حدیث عالیہ سے معلوم ہوا کہ جو آپ ﷺ کا امتی عمامہ شریف اور ٹوپی نہیں پہنتا وہ فطرت انسانی سے گرا ہوا ہے۔ اس حدیث میں بالخصوص ان لوگوں کیلئے درس عبرت ہے جو کپڑے کے ہوتے ہوئے بھی ننگے سر نماز پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ فعل فرمان مصطفیٰ ﷺ اور فطرت انسانی کے خلاف ہے۔

صرف ٹوپی پہننے کا ثبوت:

علماء آپ ﷺ کی بیان کرتے ہیں۔

عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن خالہ قال اتیت النبی ﷺ فی الشتاء فوجدتھم یصلون فی البرانس والاکسیة وایدیھم فیھا. رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۵۰)

کلیب کے والد اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں سردیوں میں حاضر ہوا۔ وہ سب ٹوپیاں پہنے ہوئے اور چادریں اوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے ہاتھ ان کی چادروں میں تھے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

قال الحسن کان القوم یسجدون علی العمامة والقلنسوة ویداہ فی کمہ

(بخاری ج ۱ ص ۵۶)

حسن البصری کہتے ہیں کہ (گرمی کی وجہ سے) لوگ (یعنی صحابہ اور تابعین) عمامہ اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے (یعنی پیشانی عمامہ کے پیچ اور ٹوپی سے ڈھکی ہوئی ہوتی تھی) اور ان کے

ہاتھ آستینوں میں ہوتے تھے۔

وضع ابو اسحاق قلنسوۃ فی الصلوٰۃ ورفعھا

ابو اسحاق نے نماز میں اپنی ٹوپی کو رکھا اور اونچا کیا۔(صحیح بخاری جلد اص ۱۵۹)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وکان النبی ﷺ یامر بستر الرأس فی الصلوٰۃ بالعمامۃ او القلنسوۃ وینھی عن کشف الرأس فی الصلوٰۃ (کشف الغمہ ج ۱ ص ۹۷)

نبی ﷺ نماز میں عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم دیتے تھے اور ننگے سر نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ حافظ ابن عساکر اور حافظ رویانی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

کتب احادیث وسیر و تواریخ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کبھی بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی بھی پہنی ہے اور نماز ادا فرمائیں:

جلیل القدر تابعی حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کان القوم یسجدون علی العمامۃ او القلنسوۃ (صحیح بخاری ج ا ص ۵۶)

یعنی ان کے زمانے کے لوگوں (صحابہ و تابعین وغیرہم) سے کچھ عمامہ باندھ کر اور کچھ ٹوپی پہن کر نماز پڑھتے تھے، علاوہ ازیں ترمذی کے حوالے سے مشکوۃ ص ۳۲۵، سیرت حلبیہ ص ۳۵۴، تراسعار ج ص ۳۳۲، احیاء العلوم ص ۵۲۲ ج ۲، جامع الصغیر ص ۱۲۰ میں ٹوپی پہننے کی احادیث موجود ہیں۔

ٹوپی سے نماز کے جواز کے مزید دلائل:

شرح منیۃ المصلی میں ہے۔

وفی التحفۃ والبدائع وان المستحب فھو ان یصلی فی ثلثۃ اثواب ازار ورداء وعمامۃ وکذا ذکر الفقیہ ابو جعفر الھندوانی فی غریب الروایۃ عن اصحابنا ومشی علیہ فی الحاوی القدسی وقال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

سے سر بھی چھپ جائے، جائز ہے بلا کراہت، اگرچہ عمامہ یا ٹوپی سر پر نہ ہو۔

صاحب فتاویٰ عالمگیری کی تحقیق

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلثة اثواب قمیص وازار وعمامة، اما لو صلی فی ثوب واحد متوشحا به تجوز صلاته من غیر کراهة.

اس اعتراض پر کہ ٹوپی سے امامت کے جواز کا جو فتویٰ دیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے، یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا امامت اور اقتدار کے لئے کسی خاص لباس امتیازی کی بھی قید ہے اور کیا عمامہ شرائط امامت میں داخل ہے، سوائے افضلیت کے اور کیا اگر صرف ایک کپڑے سے نماز پڑھائی گئی ہو تو دو اور تین کپڑوں سے نماز پڑھانے کا جواز ثابت نہیں ہو سکتا۔

البحر الرائق میں ہے:

بحر الرائق میں لکھا ہے:

وفی الخلاصة وغیرها لاباس ان یصلی الرجل فی ثوب واحد متوشحا به جمیع بدنه ویؤم کذلک.

یعنی خلاصہ وغیرہ میں ہے کہ کچھ حرج نہیں ہے ایک کپڑے سے نماز پڑھنے میں جب کہ آدمی تمام جسم پر وہ کپڑا لپیٹے ہوئے ہو اور ایسے ہی امامت کرے۔

احیاء العلوم میں ہے:

احیاء العلوم میں ہے:

کانت له ملحفة مصبوغة بالزعفران وربما صلی بالناس فیها وحدها.

یعنی آنحضرت ﷺ کے پاس ایک اوڑھنے کی چادر تھی زعفران سے رنگی ہوئی، کبھی آپ ﷺ صرف اسی چادر سے لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔

اس پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ نے زعفران رنگ کے لباس سے منع فرمایا ہے، چنانچہ جامع الصغیر وغیرہ میں ہے منع فرمایا ہے نبی ﷺ نے مردوں کو زعفران سے کپڑے رنگنے

سے، جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ بقول مختار زعفرانی رنگ کی مردوں کے لئے کراہت ثابت ہے لیکن فی الجملہ یہ مسئلہ اختلافی ہے کہ کہا گیا ہے یہ ممانعت صرف جانب احرام کے لئے مخصوص تھی اور تائید قول احیاء العلوم میں اور بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں:

کشف الغمہ میں ہے:

قال انس رضی اللہ عنہ کان رسول اللہ ﷺ یصبغ ثیابہ کلھا بالزعفران حتی عمامتہ۔

کہا انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ اپنے کپڑے زعفران سے رنگتے تھے یہاں تک کہ عمامہ بھی۔

بہرحال یہ اعتراض بحث ماضی فیہ سے خارج ہے، احیاء العلوم میں لکھا ہے۔

وربما لبس الازار الواحد لیس علیہ غیرہ ربعقد طرفیہ بین کتفیہ وربما ام بہ الناس علی الجنائز۔

یعنی کبھی آنحضرت ﷺ صرف چادر پہنتے تھے کہ اس پر کوئی اور شے نہیں ہوتی تھی اور دو کنارے اس کے درمیان مونڈھوں کے باندھتے تھے اور کبھی امامت کرتے تھے لوگوں کی اسی چادر سے جنازوں میں۔

شرح جامع الصغیر سے ایک حدیث شریف:

اس سے شرح جامع الصغیر سے حدیث لکھی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ جہاد کی حالت میں گوشہ دار ٹوپی پہنتے تھے اور کبھی اس کو سر سے اتار کر سترہ کر لیتے تھے اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے وہ ٹوپی دراز ہوتی تھی کہ اس کو بجائے سترہ کے رکھ لیتے تھے تو قرینے کے لحاظ سے یہ بات یقینی ہے کہ آپ ﷺ اس کو بلا عمامہ اوڑھتے تھے، پھر بعید از قیاس ہے کہ اس حالت میں نماز پڑھانے کا اتفاق نہ ہوتا ہو، کیونکہ حالت سفر میں اور خصوصاً جہاد میں زیادہ تر فرائض و واجبات ہی پڑھنے کا اتفاق ہوتا تھا قصر کی وجہ سے۔

ترمذی شریف میں ہے:

ترمذی میں ہے:

عن انس ابن مالک قال دخل النبی ﷺ عام الفتح و علی الرأس المغفر یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا تشریف لائے نبی ﷺ فتح مکہ کے سال اس حال میں کہ سر مبارک پر مغفر یعنی خود آہنی تھا کہ جو ٹوپی کے اندر پہنا جاتا ہے۔

قاموس و صراح میں لکھا ہے فرد من الدروع یلبس تحت القلنسوۃ یعنی زرہ خود پہنا جاتا ہے ٹوپی کے نیچے پس یہ بھی ٹوپی کی جنس سے ہے اور حدیث مغفر موید ہے حدیث مذکورہ بالا کی۔

ٹوپی پہننے کی شرعی حیثیت (جامعہ دارالعلوم کورنگی کا ایک تحقیقی اور علمی فتویٰ)

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام بابت اس مسئلہ کے کہ آجکل ٹوپی نہ پہننے کا رواج عام ہے اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں تو یہ رواج دوسروں کے مقابلے میں اور زیادہ ہے، بلکہ بعض حضرات ٹوپی پہننا باعث عار سمجھتے ہیں اور اب صورتحال یہ ہے کہ ایسے لوگ بکثرت موجود ہیں، جن کے پاس سرے سے ٹوپی ہی نہیں ہے، پہننا تو دور کی بات ہے، پھر بعض حضرات نماز میں بھی ٹوپی استعمال نہیں کرتے اس سلسلے میں جو باتیں زبان زد عام ہیں وہ یہ ہیں کہ ٹوپی حدیث سے کہاں ثابت ہے؟ یہ تو مولویوں کا کام ہے، انہوں نے دین میں خواہ مخواہ تنگی کر رکھی ہے، ورنہ ٹوپی نہ پہننا کوئی گناہ نہیں ہے، نیز بغیر ٹوپی نماز پڑھنے سے بھی کوئی گناہ نہیں ہوتا، عرب ممالک جہاں قرآن نازل ہوا وہاں بھی اکثر لوگ بغیر ٹوپی نماز ادا کرتے ہیں، اگر یہ کوئی گناہ ہوتا تو وہاں کے لوگ ایسا نہ کرتے۔

اس صورتحال کے پیش نظر آپ حضرات سے گذارش ہے کہ شرعی دلائل کی روشنی میں ٹوپی کی حیثیت کو واضح فرمائیں۔ بہت شکریہ

(محمد سعد، ناظم آباد، کراچی)

الجواب:

عمامہ یا ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور نماز کے علاوہ عام حالت میں بھی عمامہ یا ٹوپی پہننا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا اور آج تک دیندار مسلمانوں میں یہ طریقہ چلا آ رہا ہے اور اسی لئے سر پر ٹوپی یا عمامہ مستقل طور پر اسلامی لباس کا جزو ہے اور یہی اسلامی تہذیب ہے اس کے برخلاف ننگے سر رہنا انگریزوں کی تہذیب ہے جو اسلامی تہذیب کے بالکل خلاف ہے لہذا یہ کہنا کہ "ٹوپی پہننا حدیث سے کہاں ثابت ہے؟ یہ تو مولوی کا کام ہے انہوں نے خواہ مخواہ دین میں داخل کر دی ہے" محض غلط اور جہالت کی بات ہے جس سے بچنا چاہئے اور انگریزی تہذیب کو چھوڑ کر اسلامی تہذیب کو اختیار کرنا چاہئے۔

اور ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص محض سستی سے بغیر ٹوپی نماز پڑھے اس میں تذلل مقصود نہیں، ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت بنانا مکروہ تحریمی ہے اور (نعوذ باللہ) ٹوپی کی توہین کرنے کے ارادے سے ٹوپی اتار کر کوئی نماز پڑھتا ہے تو یہ کفر ہے۔ آج کل جو لوگ ننگے سر رہتے ہیں اور ننگے سر نماز پڑھتے ہیں ان کا فعل بلاشبہ مکروہ تحریمی اور اسلامی شعار کے خلاف ہے جس سے ان کو بچنا چاہئے اور ٹوپی یا عمامہ پہننے کو اپنے لئے باعث عار سمجھنے کے بجائے اس کے پہننے کا اہتمام کرنا چاہئے عرب کے عام لوگوں کا بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنا کوئی شرعی دلیل نہیں ہے لہذا ان کے عمل کی بنیاد پر ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت بنانا درست نہیں ہے کیونکہ عرب کے علماء و صلحاء حضرات ٹوپی اور عمامہ کے ساتھ ہی نماز ادا کرتے ہیں۔

عمامہ اور ٹوپی پہننے پر احادیث ذیل میں آ رہی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

بعض روایات سے رسول اللہ ﷺ کے پاس تین طرح کی ٹوپیوں کا ثبوت ہے ایک قسم تو وہ جو سر کے ساتھ چپکی ہوئی ہوتی تھی دوسری وہ جو سر سے کچھ اونچی ہوتی تھی جبکہ تیسری قسم کی ٹوپی خود جو دوسری قسم کی ٹوپیوں سے بھی زیادہ اونچی اور جس کے دونوں کان بھی اس سے وابستہ ہوتے تھے اور ٹوپیاں بھی عمامہ کے نیچے بھی پہنتے تھے اور کبھی بغیر عمامہ کے بھی پہنتے تھے۔

فی کتاب الوسیلۃ للموصلی (۱۰۲/۶)

☆ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ ﷺ
یلبس قلنسوۃ بیضاء.

☆ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ ﷺ فی
السفر قلانس ذوات الآذان وفی الحضر المشمرۃ یعنی الشامیۃ

☆ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان للنبی ﷺ
ثلاث قلانس، قلنسوۃ مصریۃ بیضاء وقلنسوۃ بردۃ حبرۃ وقلنسوۃ
ذات آذان یلبسها فی السفر وربما وضعها بین یدیہ ویصلی الیہا

☆ عن جریر بن عثمان قال لقیت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ فقلت اخبرنی! قال رأیت رسول اللہ ﷺ ولہ قلنسوۃ طویلۃ قلنسوۃ
ذوات آذان وقلنسوۃ لاطیہ

☆ فی کنز العمال (۷/۱۲۱) کان یلبس القلانس تحت العمائم
وبغیر العمائم ویلبس العمائم بغیر القلانس، وکان یلبس القلانس الیمانیۃ
وھن البیض المضربۃ ویلبس ذوات الآذان فی الحرب وکان ربما نزع
قلنسوتہ فجعلہا سترۃ بین یدیہ وھو یصلی.

☆ عن ابی یزید الخولانی انہ سمع فضالۃ بن عبید یقول سمعت
عمر بن الخطاب یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول:
الشہداء اربعۃ رجل مؤمن جیّد الایمان لقی العدو فصدق اللّٰہ
حتی قتل فذلک الذی یرفع الناس الیہ اعینہم یوم القیامۃ ھکذا ورفع رأسہ
حتی وقعت قلنسوتہ الحدیث رواہ الترمذی فی جامعہ (۱/۲۹۳) وقال ھذا
حدیث حسن غریب الخ

☆ عن ابی کبشۃ قال کان کمام اصحاب رسول اللہ ﷺ
بطحا رواہ الترمذی (۱/۳۰۸) وقال ھذا حدیث منکر اھ

☆ قال العلامۃ علی القاری فی المرقاۃ (۸/۲۶۱) وقولہ کمام
بکسر الکاف جمع کمۃ بالضم کقباب وقبۃ وھی القلنسوۃ المدورۃ سمیت

بها لانها تغطي الرأس (قوله بطحاء) بضم الموحدة وسكون المهملة جمع بطحاء اي كانت مبسوطة على رؤوسهم لازقة غير مرتفعة عنها الخ.

وقال العلامة ابن حجر في فتح الباري (۱۰/۳۱۲ ط) باب البرانس) اخرج الطبراني من حديث ابي قرصافة قال كساني رسول الله ﷺ برنسا فقال البسه وقال ابن حجر: وفي سنده من لا يعرف اهـ

وفي الدر المختار (۱/۶۴۱) (وكره) هذه تعم التنزيهية التي مرجعها خلاف الاولى فالفارق الدليل (صلاته حاسرا) اي كاشفا (رأسه للتكاسل) ولا بأس به للتذلل واما للاهانة بها فكفر (قوله هذه تعم التنزيهية) ويعرف ايضا بلا دليل نهي خاص بان تتضمن ترك واجب او ترك سنة فالاول مكروه تحريما والثاني تنزيها (قوله للتكاسل) اي لاجل الكسل بان استثقل تغطيته ولم يرها امرا مهما في الصلاة فتركها لذلك وهذا معنى قولهم تهاونا بالصلاة وليس معناه الاستخفاف بها والاحتقار لانه كفر شرح المنية اهـ

فتوی نمبر ۱۵/۳/۲۴۳ | واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

۲۰/۴/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح | الجواب صحیح | الجواب صحیح

احقر محمود اشرف | بندہ عبدالرؤف | محمد عبدالمنان

غفراللہ ۱۸/۴/۱۴۲۱ھ | [illegible] | [illegible]

۲۰/۴/۱۴۲۱ھ | ۱۹/۴/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح

احقر محمد تقی عثمانی

عفی عنہ

۱۸/۴/۱۴۲۱ھ

ٹوپی سے اپنا سر ڈھانپنا ایک اسلامی تہذیب ہے:

مردوں کا اپنے سر کو ڈھانپنا ایک قدیم تہذیب ہے اور سر ڈھانپنے کے لئے ٹوپی کا استعمال بھی قدیم زمانہ سے چلا آ رہا ہے، گو ٹوپی کی کیفیت میں اختلاف ہوتا رہا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں ایک باب قائم کیا ہے "باب لبس القمیص" (ص ۸۶۲ ج ۲) اس کے ذیل میں علامہ ابن بطال مالکی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

فیہ ان لباس القمیص من الامر القدیم وکل ما ذکر فی حدیث ابن عمر من السراویل والبرانس وغیرھا (شرح صحیح البخاری لابن بطال ص ۸۳ ج ۹)

"اس باب میں اس بات کا ثبوت ہے کہ قمیص پہننا اور پاجامہ اور ٹوپی وغیرہ پہننا جس کا ذکر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہوا ہے یہ قدیم امور میں سے ہیں۔"

مردوں کو ٹوپی سے اپنے سر کو ڈھانپنا قدیم تہذیب ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی تہذیب بھی ہے، چنانچہ ٹوپی حضرات انبیاء علیہم السلام اور صالحین رحمہم اللہ کے لباس کا حصہ ہے۔ قاضی ابن العربی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

القلنسوۃ من لباس الانبیاء والصالحین (عارضۃ الاحوذی ص ۲۴۳ ج ۷)

آپ ﷺ کی ٹوپی مبارک

نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی ٹوپی پہننا ثابت ہے۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

وقد کان لہ علیہ الصلوۃ والسلام عمامۃ تسمی السحاب ویلبس تحتھا القلانس اللاطئۃ (المواھب اللدنیۃ مع شرح زرقانی ص ۹ ج ۶)

"رسول اللہ ﷺ کا ایک عمامہ تھا جس کو "سحاب" کہا جاتا تھا، آپ ﷺ اس عمامے کے نیچے سر سے چپکی ہوئی ٹوپی پہنتے تھے۔"

رسول اللہ ﷺ کی ٹوپی کے بارے میں سب سے عمدہ سند والی وہ روایت ہے، جو حافظ ابو محمد بن حیان الملقب بابی الشیخ رحمہ اللہ نے "اخلاق النبی ﷺ" میں ذکر کی ہے، جس میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان ہے:

ان النبی ﷺ کان یلبس من القلانس فی السفر ذوات الآذان وفی الحضر المشمرة یعنی الشامیة. (اخلاق النبی ﷺ ص ۱۰۴)

"نبی کریم ﷺ سفر میں بازو دار اونچی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں کسی ہوئی یعنی شامی۔"

سر ڈھانپنے کے لئے رسول اللہ ﷺ جس طرح ٹوپی استعمال فرماتے تھے، اسی طرح عمامہ بھی باندھتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ اکثر ٹوپی پہن کر اس پر عمامہ باندھتے تھے نیز بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی بھی پہنتے تھے اور بغیر ٹوپی کے بھی عمامہ کا استعمال فرماتے تھے، حافظ ابن القیم حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کانت له عمامة تسمى السحاب کساها علیا، وکان یلبسها ویلبس تحتها القلنسوة، وکان یلبس القلنسوة بغیر عمامة، ویلبس العمامة بغیر قلنسوة (زاد المعاد ج ۱ ص ۸۲)

"رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عمامہ تھا، جسے "سحاب" کہا جاتا تھا، جو بعد میں آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا تھا، آپ اس کو باندھتے تھے اور اس کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے اور کبھی رسول اللہ ﷺ بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی بھی پہنتے تھے اور کبھی بغیر ٹوپی کے صرف عمامہ بھی زیب تن فرماتے تھے۔"

رسول اللہ ﷺ سے سر برہنہ ہونا حالت احرام میں ثابت ہے اور سوائے احرام کے احیاناً آپ ﷺ برہنہ سر ہوئے ہیں، ورنہ آپ ﷺ کی عام عادت یہ تھی کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر عمامہ یا ٹوپی بھی رہتی تھی، محدث سید محمد بن جعفر کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدعامۃ" میں ان احادیث کو جمع فرمایا ہے، جو آپ ﷺ کے عمامے کے ساتھ ٹوپی پہننے اور بغیر عمامہ کے ٹوپی پہننے کی مواظبت پر دلالت کرتی ہیں، آپ کے اس اہتمام کی وجہ سے حافظ ابن العربی رحمہ اللہ نے تو "عارضۃ الاحوذی" (ج ۷ ص ۲۴۳) میں ٹوپی پہننے کو ہر قبیل سنت قرار دیا ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رسول اللہ ﷺ کی عادات و اطوار اور آپ ﷺ کے طرز عمل کا اتباع کرتے ہوئے عام حالات میں برہنہ سر نہیں رہتے تھے، بلکہ ٹوپی یا عمامہ سے اپنے سروں کو ڈھانکتے تھے، جامع ترمذی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

الشهداء اربعة رجل مؤمن جيد الايمان لقي العدو فصدق الله حتى قتل فذلك الذي يرفع الناس اليه اعينهم يوم القيامة هكذا ورفع رأسه حتى وقعت قلنسوته فلا ادري قلنسوة عمر اراد ام قلنسوة النبي ﷺ الحديث (جامع ترمذی ج ا ص ۲۹۳، ۲۹۴)

''شہدا چار قسم پر ہیں: ایک وہ مؤمن آدمی ہے جس کا ایمان عمدہ ہو اور دشمن سے مڈبھیڑ کے وقت اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے لڑے اور شہید ہو جائے، اس آدمی (کے بلند درجات) کا حال یہ ہے کہ لوگ قیامت کے دن اس کی طرف اپنی نگاہ اس طرح اٹھائیں گے، یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ نے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اٹھایا یہاں تک کہ آپ کی ٹوپی گر گئی، راوی کہتے ہیں کہ مجھے پتہ نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مراد ہے یا نبی ﷺ کی ٹوپی۔''

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر پر ٹوپی تھی۔

صحیح بخاری میں ہے۔

قال (اي سليمان التيمي) رأيت على انس برنسا اصفر من خز. (صحيح بخاری ص ۸۶۳ ج ۲)

''سلیمان تیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ پر ریشم اور اون کی بنی ہوئی زرد رنگ کی مخصوص ٹوپی (جو لباس ہی کا حصہ تھی) دیکھی۔''

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ''برنس'' ٹوپی:

شارح صحیح بخاری علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وقد لبسه جماعة من الصحابة منهم ابوبكر الصديق وابن عباس والتابعين منهم ابن ابي ليلى وغيره۔ (ارشاد الساری ج۱۲ ص ۵۲۲)

یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے "برنس" ٹوپی (جو لباس ہی کا حصہ ہوتی ہے) پہنی ہے، جن میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم ہیں، اور تابعین رحمہم اللہ کی ایک جماعت نے بھی یہ مخصوص ٹوپی پہنی ہے، جن میں حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلی رحمہ اللہ وغیرہ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں "برنس" ٹوپی کا استعمال تھا، جس کو حالت احرام میں پہننے سے منع کیا گیا، صحیح بخاری میں ہے:

عن النبي ﷺ قال لا يلبس المحرم القميص ولا العمامة ولا السراويل ولا البرنس (الحديث)

(صحیح بخاری ج۱ ص ۲۰۸ و ج۲ ص ۸۶۳)

"نبی ﷺ نے فرمایا کہ محرم آدمی قمیص، عمامہ، پاجامہ اور برنس نہیں پہنے گا۔"

ٹوپی کی طرح عمامہ کا استعمال بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں رہا ہے، حضرت عبداللہ بن حنیف اور حضرت عبید اللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہما میں سے ہر ایک کے عمامے کا ذکر صحیح بخاری میں ہے، اور حضرت انس بن مالک، حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہم جیسے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمامے کا ذکر مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کتب حدیث میں ملتا ہے، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن حازم وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمامے زیب تن کرنے اور شملہ چھوڑنے کی کیفیت تک کا بیان حدیث کی کتابوں میں درج ہے۔

تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کے زمانے میں ٹوپی:

تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں بھی عام حالات میں عمامہ یا ٹوپی سے سر ڈھکنے کا معمول تھا، چنانچہ حضرت ابو اسحاق سبیعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ کی ٹوپی کا ذکر صحیح

جیسا کہ امام ابن جوزی رحمہ اللہ کی "تلبیس ابلیس" میں ہے:

ولایخفی علی عاقل ان کشف الرأس مستقبح وفیه اسقاط مروءة وترک ادب (تلبیس ابلیس ص ۳۲۳)

"کسی عقلمند پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ برہنہ سر رہنا انتہائی قبیح ہے اور یہ خلاف مروت اور بے ادبی ہے۔"

دوسرا پہلو اور تصویر کا دوسرا رخ:

مسئلہ کا دوسرا پہلو اور تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ نماز کی حقیقت بارگاہ خداوندی میں حاضری ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ پورے ادب واحترام کے ساتھ حاضر ہو اور تمام آداب واحترام کے تقاضوں اور علامات یا دونوں میں سے کسی ایک سے سر ڈھانپا ہے۔ دیکھئے لباس کی دو حدیں ہیں، ایک واجب اور دوسری مستحب۔ قرآن مجید نے سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۶ میں لباس کو انہی دو حدوں میں تقسیم کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰبنی اٰدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا﴾

"اے اولاد آدم! ہم نے تمہارے لئے وہ پوشاک اتاری ہے، جو تمہارے ستر کو چھپاتی ہے اور آرائش کے کپڑے اتارے ہیں۔"

پھر آیت نمبر ۳۱ میں ارشاد ہے:

﴿یٰبنی اٰدم خذوا زینتکم عند کل مسجد﴾

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ایک حد تو وہ ہے جس کا ڈھانکنا واجب اور فرض ہے اور وہ قابل شرم اعضاء اور ان کے متعلقات ہیں اور دوسری حد آرائش کا لباس ہے، یہ بھی نماز میں مطلوب ہے۔ ابوحیان اندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والذی یظهر ان "الزینة" هو مایتجمل به ویتزین عند الصلاة ولا یدخل فیه ما یستر العورة لان ذلک مامور به مطلقا (البحر المحیط ج ۴ ص ۲۹۳)

"ظاہر یہ ہے کہ "زینت" ہر وہ لباس ہے جس سے نماز کے وقت تجمل وتزین حاصل ہو، اور زینت میں وہ کپڑا داخل نہیں ہے جو ستر کو چھپانے والا ہو، اس لئے کہ وہ تو مطلقاً مامور بہ ہے"۔

اور آرائش کے لباس کی حد صرف مونڈھوں تک نہیں ہے، یہ تو ایک درمیانی صورت ہے، کامل آرائش یہ ہے کہ سر اور ٹخنوں کے اوپر تک جو بھی آرائش اور زینت کا لباس ہے اس کو پہن کر نماز پڑھی جائے، اس اعتبار سے عمامہ اور ٹوپی سے یا ان میں سے کسی ایک سے سر ڈھانکنا آرائش کے قبیل سے ہے لہذا سر ڈھانپ کر نماز پڑھنی چاہئے۔

نماز کے وقت زینت اختیار کرنے کے حکم قرآنی اور ارشاد نبوی ﷺ "ان اللہ عزوجل احق من ان تزین له" (اللہ عزوجل زیادہ مستحق ہیں کہ آپ اس کے لئے زینت وآرائش اختیار کریں) کے پیش نظر حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ نے نماز میں قمیص، جبہ یا قمیص، چادر وغیرہ کے ساتھ ساتھ عمامہ یا ٹوپی سے سر ڈھانکنے کو مستحب قرار دیا ہے۔

"الفقه الاسلامی" میں ہے:

والمستحب شرعاً ان يصلي الرجل في ثوبين ......كما يستحب تغطية الرأس (الفقه الاسلامي وادلته ج ۲ ص ۹۸۲)

"مرد کا دو کپڑوں میں نماز پڑھنا شرعاً مستحب ہے...... جیسے سر ڈھانپنا مستحب ہے"۔

"البحر الرائق" میں ہے۔

والمستحب ان يصلي في ثلاثة اثواب قميص وازار وعمامة (البحر الرائق ج ۱ ص ۳۶۹)

"مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑوں میں نماز پڑھے قمیص، ازار اور عمامہ میں"۔

ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے، حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ کا فتویٰ

سستی کی وجہ سے یا غیر اہم معاملہ خیال کرکے کھلے سر نماز پڑھنے کو حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے۔ "الفقہ الاسلامی" کی "مکروہات صلاۃ" کی بحث میں ہے:

والصلاة حاسرا (كاشفا) رأسه للتكاسل.....والكراهة هنا تنزيهية اتفاقا. (الفقه الاسلامي وادلته ج ۲ ص ۹۸۲)

"اور سستی کی وجہ سے کھلے سر نماز پڑھنا (مکروہ ہے) اور یہاں کراہت بالاتفاق تنزیہی ہے۔"

ویکره ان یصلی حاسرا رأسه تکاسلا، بان استثقل تغطیته ولم یرها امرا مهما فی الصلوة فترکها لذلک، ولا بأس به لو فعله تذللا وخشوعا، وقوله "لا بأس" یدل علی ان الاولی ان لا یفعله وان یتذلل ویخشع بقلبه فانهما من افعال القلب. (شرح منیۃ المصلی ص ۳۴۸)

"اور سستی کی وجہ سے کھلے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے بایں طور کہ نماز میں سر ڈھانپنے کو بوجھ سمجھ کر اور اس کو غیر اہم معاملہ خیال کر کے چھوڑ دے، جب تذلل اور فروتنی کے لئے کھلے سر نماز پڑھے تو مضائقہ نہیں ہے، متن کا قول "لا بأس" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ اس غرض سے کھلے سر نماز نہ پڑھے اور تذلل اور فروتنی قلب سے اختیار کرے، اس لئے کہ یہ قلب کے افعال میں سے ہیں۔"

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں:

"چونکہ نماز میں صرف ستر پوشی ہی مطلوب نہیں، بلکہ لباس زینت اختیار کرنے کا ارشاد ہے، اس لئے مرد کا ننگے سر نماز پڑھنا یا مونڈھے یا کہنیاں کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، خواہ قمیص ہی نیم آستین ہو یا آستین چڑھائی گئی ہو، بہرحال نماز مکروہ ہے، اسی طرح ایسے لباس میں بھی نماز مکروہ ہے جس کو پہن کر آدمی اپنے دوستوں اور عوام کے سامنے جانا قابل شرم و عار سمجھے، جیسے صرف بنیان بغیر کرتے کے، اگرچہ پوری آستین بھی ہو یا سر پر بجائے ٹوپی کے کوئی کپڑا یا چھوٹا رومال باندھ لینا، کہ کوئی سمجھدار آدمی اپنے دوستوں یا دوسروں کے سامنے اس ہیئت میں جانا پسند نہیں کرتا، تو اللہ رب العالمین کے دربار میں جانا کیسے پسندیدہ ہوسکتا ہے، سر، مونڈھے، کہنیاں کھول کر نماز کا مکروہ ہونا آیت قرآنی کے لفظ "زینت" سے بھی مستفاد ہے اور رسول کریم ﷺ کی تصریحات سے بھی۔"

(معارف القرآن ج ۳ ص ۵۴۲)

الغرض عام حالات میں ننگے سر نماز پڑھنا نماز کے وقت تزین و آرائش اختیار کرنے کے حکم قرآنی کے خلاف ہے، نیز ارشاد نبوی "ان اللہ عزوجل احق من ان تزین لہ" کے بھی خلاف ہے اور سنت متوارثہ اور صدیوں کے عمل متوارث کے بھی خلاف ہے، اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ اب تو مسلمانوں میں بھی کھلے سر رہنا ہی عام رواج ہے تو جاننا چاہئے کہ یہ ایک فیشن ہے، اس کا اعتبار نہیں، اعتبار اسلامی تہذیب کا ہے، دیکھنا چاہیے خیر القرون سے سر ڈھانپنے کا جو معمول چلا آتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین سلف صالحین، مشائخ و محدثین اور ائمہ دین رحمہم اللہ عام حالات میں عمامہ اور ٹوپی سے سر ڈھانکتے تھے، ان کی یہ عادت نہ تھی کہ کھلے سر پھریں، نہ کھلے سر نماز پڑھیں، وہ معمول آج بھی دیندار اور سمجھدار طبقہ میں برقرار ہے، اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ حج میں تو مرد کو برہنہ سر رہنا پڑتا ہے، جب اس عبادت میں کھلے سر رہنا مطلوب ہے تو عام حالات میں نماز بھی کھلے سر ہی ادا کرنا چاہئے، اس کا جواب یہ ہے کہ حج چونکہ مخصوص مکان میں مخصوص وقت میں ادا کی جانے والی مخصوص عبادت ہے، لہذا برہنہ سر ہونے میں اس پر نماز جیسی عبادت کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔

ایک وہم اور اس کا ازالہ:

کھلے سر نماز پڑھنے میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ اس میں نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہے، وہ اپنی عبادت میں اور احترام کے ہر موقع پر سر کھلا رکھتے ہیں، اگر پہلے سے ٹوپی وغیرہ بھی ہو تو وہ لوگ ایسے موقع میں اسے اتار دیتے ہیں۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ کھلے سر نماز پڑھنا سنت یا مستحب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ٹوپی یا عمامے کے ساتھ نماز پڑھنا ثابت نہیں ہے، ان حضرات کا یہ خیال صحیح نہیں، سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۳۱ سے نماز میں تزین مطلوب ہونا ثابت ہوتا ہے، اور یہ عجیب بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عمامہ باندھنا ثابت ہے اور ٹوپی کا تذکرہ بھی آیا ہے، پھر عام حالات میں تو آپ تزئین کے لئے یہ چیزیں زیب تن فرماتے ہوں اور جب نماز کا وقت آتا ہو تو ان کو اتار کر نماز پڑھتے ہوں!!! یہ محض من گھڑت بات ہے، رسول اللہ

ﷺ سے قطعاً یہ ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے کپڑا ہوتے ہوئے بلا کسی عذر کے کبھی ننگے سر نماز پڑھی ہو، یا آپ ﷺ نے ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہو، ومن ادعی فعلیه البیان۔ آپ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عمامے اور ٹوپیوں کے ساتھ نماز پڑھنا خود صحیح بخاری سے ثابت ہے، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان القوم يسجدون على العمامة والقلنسوة.

"قوم عمامے اور ٹوپی پر سجدہ کرلی تھی" (صحیح بخاری ج۱ ص۵۶)

مذکورہ اثر میں "قوم" سے مراد حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباری" (ج۱ ص۴۸۸) میں نقل فرمایا ہے:

رہی وہ روایت جو امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اور حافظ ابن عساکر رحمہما اللہ وغیرہما نے ذکر کی ہے کہ "وکان ربما نزع قلنسوة فجعلها سترة بین یدیه وهو یصلی" (رسول اللہ ﷺ کبھی کبھار اپنی ٹوپی کو اتار کر اپنے سامنے اس کو سترہ بنا لیتے تھے اور اسی حال میں آپ ﷺ نماز ادا فرماتے تھے) سو اس روایت میں کلام ہے، بر تقدیر صحت سترہ کی ضرورت وعذر پر محمول ہے، لہٰذا اس سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ بلا عذر بھی سر کھولے ہوئے نماز پڑھنا سنت یا مستحب ہے۔

بعض حضرات کہا کرتے ہیں کہ بغیر ٹوپی کے بھی نماز تو ہو جاتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یوں تو بغیر قمیص کے تہہ بند پڑھنے والے کی نماز بھی ہو جاتی ہے یعنی فریضہ ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے لیکن اس طرح نماز ہو جانے کا یہ مطلب تو نہیں کہ انسان بلا کسی عذر کے مستحب امر کو با مروت و شریفانہ ہیئت کو ترک کرکے نماز پڑھنے کی عادت بنالے لہٰذا ہر مسلمان مرد کو کوشش کرنی چاہیے کہ ٹوپی یا عمامہ کا عام معمول بنالے، ورنہ کم از کم نماز کے دوران ٹوپی یا عمامہ کا اہتمام کرے، اللہ تعالیٰ شانہ عمل کی توفیق مرحمت فرمائے آمین۔

پندرھواں باب

عمامہ کی فضیلت والی احادیث پر
اعتراضات کا تسلی بخش جواب

بعض قلیل المطالعہ لیکن کثیر ملقب رطب اللسان عوام کی نظروں میں علماء اور حقیقت میں نظروں میں جہلاء اس قسم کی احادیث کے متعلق کہہ دیتے ہیں کہ یہ احادیث ضعیف موضوع مجروح ہیں وغیرہ وغیرہ اس کے متعلق جوابات حاضر ہیں۔

صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کا ارشاد:

عمامہ شریف کی احادیث مختلف طرق کے لحاظ سے متواتر المعنی کا درجہ رکھتی ہیں چنانچہ علامہ علی بن سلطان محمد القاری الحنفی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اپنے رسالہ "العمامہ المحمدیہ" (قلمی) میں لکھتے ہیں:

انه ثبت بالاخبار والآثار انه ﷺ تعمم بالعمامة مما كاد ان يكون متواتر المعنى.

آثار واخبار سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ دائمی طور پر عمامہ مبارک استعمال فرماتے اور یہ ثبوت (باصطلاح فن حدیث) متواتر المعنی کے طور حاصل ہوا ہے۔
جب عمامہ شریف کی سنت تواتر سے ثابت ہے تو اس کا انکار کسی درجہ شدید تر ہوگا اسی وجہ سے فقہاء کرام نے عمامہ شریف کے استخفاف اور استحقار کو کفر لکھا ہے۔

عمامہ شریف کی سنیت کا انکار کرنے والا کافر ہے
فقہاء کرام رحمہم اللہ کا متفقہ فتویٰ:

چنانچہ قدوۃ الفقہاء والمحققین حضرت علامہ سید زین العابدین ابن نجیم اور نہر الفائق کی بحر الرائق وغیرہ کردری سے نقل کرکے لکھتے ہیں:

لو لم یر السنة حقا کفر لانه استخفاف

اگر کوئی عمامہ شریف کی سنیت کا انکار کرے تو وہ کافر ہے اس لئے کہ عمامہ شریف کی سنیت کا استخفاف واستحقار کفر ہے۔

استہزاء بھی کفر ہے

علامہ ذو عمامہ (سبحان اللہ) رسالہ عذبہ (یعنی شملہ چھوڑنا) جو کہ عمامہ کی فرع و سنت

غیر موکدہ ہے۔ کے متعلق علماء کرام نے فرمایا کہ اس کے ساتھ استہزاء بھی کفر ہے: کما نص علیہ الفقہاء الکرام وامروا متبرکۃ حیث یستھزی بہ العوام کیلا یقعوا فی الھلاک بسوء الکلام۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کا ارشاد:

اگرچہ ان میں روایات ضعیف بھی ہیں لیکن طرق متعدد کی وجہ سے مرتبہ حسن بلکہ صحیح کے درجہ میں پہنچی ہیں، چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کی القامۃ الغدیہ قلمی میں ہے:

وکذا ورد تحریضہ علیہ السلام علی التعمیم فی احادیث کثیرۃ ولو من طریق ضعیفۃ یحصل من مجموعھا قوۃ ترقیھا الی مرتبۃ الحسن بل الصحۃ

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کا ارشاد:

وہ سب روایات ضعیف بھی نہیں بلکہ ان میں بکثرت سنداً صحیح بھی ہیں مثلاً جو حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے، صحیح ہے، کیونکہ اس کی سند میں نہ کوئی وضاع ہے اور نہ متہم بالوضع نہ کوئی کذاب اور نہ متہم بالکذب تو اس میں عقل یا نقل کی مخالفت، علاوہ ازیں خاتم الحفاظ امام جلال الملۃ والدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں ذکر فرمایا، وہ اپنی اصل کتاب کے خطبہ میں لکھتے ہیں۔

ترکت القشر واخذت اللباب وصنتہ عما تفرد بہ وضاع او کذاب

یعنی میں نے اس کتاب میں پوست چھوڑ کر خالص مغز لیا ہے اور اسے ہر ایسی حدیث سے بچایا ہے جسے کسی وضاع یا کذاب نے روایت کیا ہے۔

القامۃ الغدیہ میں ہے:

دور سابق میں بعض نے صرف پگڑی اتار کر چھوٹا سا کپڑا سر پر باندھا تو فقہاء کرام کے ہدف ملامت ٹھہرے چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ القامۃ الغدیہ میں لکھتے ہیں کہ:

واما ما احدثه فقهاء زماننا من انهم یاتون المسجد بعمامة کبیرة فیضعونها ویلفون بلفافة صغیرة ویصلون بغیر عمامة فمکروہ غایة کراهة۔

مرقات میں ہے:

بلکہ بعض یمنی مشائخ نے صرف ٹوپی کی عادت بنائی تو بھی فقہاء ان کی مذمت سے نہ چوک سکے، چنانچہ یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات ج ۴ ص ۳۴۷ میں لکھتے ہیں: لکن صار شعارا لبعض مشائخ الیمن واللہ اعلم بمقاصدهم ونیاتهم۔

حقیقت عیاں ہے:

جب واضح ہوگیا کہ پگڑی باندھنا حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے اور ٹوپی مشرکین اور کفار کی وضع اور جنس ہے ٹوپیاں فساق اور مبتدعین کا شعار، مثلاً لوٹ کا ٹوپی اور نہرو وغیرہ کی ہندوؤں مشرکین کفار کی سی ٹوپیاں پہنتے ہیں اور ایسا فعل مکروہ ہے جیسے علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

فالمسلمون یلبسون القلنسوة وفوقها العمامة اما لبس القلنسوة وحدها فزی المشرکین فالعمامة سنة۔

مسلمان ٹوپیاں پہن کر اوپر سے عمامے باندھتے ہیں تنہا ٹوپی کافروں کی وضع ہے تو عمامہ سنت ہے اور یہ فعل حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت مؤکدہ کا خلاف یقیناً مکروہ ہے۔

چنانچہ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ بحرالرائق ج ۲ ص ۳۲ میں لکھتے ہیں:

ان السنة اذا كانت مؤكدة قوية لا يبعد ان يكون تركها كراهة تحريم

بے شک وہ فعل سنت مؤکدہ ہے اس کا ترک مکروہ تحریمی ہے۔

جس زمانہ میں سنت مصطفیٰ ﷺ کو امت یک لخت ترک کردے اس سنت مصطفیٰ ﷺ کو زندہ کرنا سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

جس عمل کے ساتھ کسی غیر مذہب والے کے ساتھ تشابہ لازم آتا ہو تو اس عمل سے بچنے کے لئے شدید تاکیدیں واقع ہوئی ہیں، مثلاً نماز میں منہ اور ناک بند رکھنا مکروہ ہے اس

لئے کہ اس طرح سے مجوسیوں سے مشابہت ہوتی ہے، کیونکہ وہ آگ کی پرستش کے وقت اس کے دھوئیں سے بچنے کے لئے منہ اور ناک بند رکھتے ہیں۔ اب ہمیں اس فعل سے روکا گیا۔ اسی طرح کمر میں پٹکا باندھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح امام کا طاق میں کھڑا ہونا مکروہ ہے کہ اس میں اہل کتاب سے مشابہت ہوتا ہے، جب اہل اسلام کو غیر مسلموں کے شعار سے مشابہت سے روکا گیا، پگڑی نہ باندھنا اور سر پر ٹوپی وغیرہ مبتدعین کا شعار رکھنا۔ ہے تو پھر اہل اسلام کیوں غیروں کو خوش کرتے ہیں..........؟

شرم تم کو مگر آتی نہیں

دو رنگی چھوڑ دے، یک رنگ ہو جا
یا سراسر موم ہو جا، یا سنگ دل ہو جا

سولہواں باب

عمامہ شریف کے کچھ اہم مسائل

عمامہ باندھنا سنت ہے:

تمام علماء دین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عمامہ شریف باندھنا سنت ہے لیکن اس بات میں اختلاف ہے کہ سنت کس درجہ کی ہے اکثر علماء وفقہاء کرام کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ سنن زوائد ہے یعنی سنت زائدہ وغیرہ مؤکدہ ہے لیکن شیخ الاسلام وفریق ثانی محققین وبعض المتاخرین عمامہ کے دائمی وستمر ہونے کی وجہ سے سنت مؤکدہ ہے۔ ورنہ بہر حال ہمیشہ سر پر باندھنا بہت اچھا وافضل ہے جیسا کہ اس کے فضائل میں پیچھے کافی احادیث مبارکہ گزر چکی ہیں۔

عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ نمبر ۸۱ جلد ۸ میں ہے۔

عن الزبیر بن جوان عن رجل من الانصار قال جاء رجل الی ابن عمر فقال یا ابا عبد الرحمٰن العمامة سنة؟ فقال نعم. عینی منقول از کتاب الجہاد لابن ابی عاصم

ترجمہ: حضرت زبیر بن جوان ایک انصاری آدمی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے ابو عبد الرحمٰن (ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کیا عمامہ شریف سنت ہے...... ؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں (سنت ہے)

شرم اور تکبر کی بناء پر عمامہ نہ باندھنے والا گنہگار ہے:

جو شخص عمامہ شریف کو سنت جانے لیکن شرم وتکبر کی بناء پر اس کو نہ باندھے تو وہ گنہگار ہوگا۔ یا شرم وتکبر سے نہ باندھے تو گنہگار نہ ہوگا لیکن ترک سنت یعنی کراہت تنزیہی لازم آئے گی۔

مرقات صفحہ ۲۶۱ جلد ۳ میں ہے ومن علم انہا سنة وترکہا استنکافا عنہا اثم او غیر مستنکف فلا. اور شامی ۱۱۷ میں بحر سے ہے الحاصل ان السنة ان کانت مؤکدة فترکہا مکروہ تنزیہا۔

عمامہ کی سنت کی توہین کرنے والا کافر ہے:

جو شخص عمامہ شریف کو رسول اللہ ﷺ کی سنت جانتے ہوئے برا سمجھے یا ہلکا اور بے قدر سمجھے اور نعوذ باللہ تعالیٰ مندرجہ ذیل قسم کے الفاظ منہ سے نکالے تو شرعاً کافر ہو جائے گا۔ مثلاً یوں کہے کہ عمامہ میں کیا رکھا ہوا ہے یہ تو بے سود مروج ہے یا یوں کہے کہ عمامہ تو انسان کو بہت برا لگتا ہے یا کہے کہ عمامہ میں تو کچھ بھی حسن نہیں ہے وغیرہ وغیرہ کیونکہ کسی رسول کی کسی بھی سنت کو ہلکا اور بے قدر سمجھنا شرعاً کفر ہے، کیونکہ کسی سنت کی بے قدری و برائی کی نسبت حقیقۃً صاحب سنت یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذات کی طرف ہوتی ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی ذات کی طرف برائی و بے قدری کی نسبت صریح کفر ہے۔

البحر الرائق صفحہ ۱۲۱ جلد ۵ میں ہے و یکفر باستخفافہ بسنۃ من السنن اور سنتوں میں سے کسی بھی ایک سنت کو ہلکا جاننے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

فتاویٰ بزازیہ موضوع علی ہامش فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۳۲۸ جلد ششم میں ہے

الحاصل انہ اذا استخف بسنۃ او حدیث من احادیثہ علیہ السلام کفر

(ترجمہ) حاصل کلام یہ ہے کہ انسان جب کسی بھی سنت یا رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں سے کسی بھی ایک حدیث کو ہلکا جانے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

عالمگیریہ عربی صفحہ ۲۲۳ میں ہے،

من لم یرض بسنۃ من سنن المرسلین فقد کفر جو شخص انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی سنتوں میں سے کسی بھی ایک سنت کو پسند نہ کرے (یعنی اس کو اچھا نہ جانے) تو یقیناً وہ کافر ہو جائے گا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسئلہ نمبر ۱...... عمامہ کی تعظیم کرنی چاہئے:

قطب الارشاد (یہ ایک کتاب کا نام ہے) صفحہ ۱۶۵ میں ہے کہ پاخانہ جاتے وقت معظم اشیاء مثلاً عمامہ شریف، مسواک وغیرہ اپنے پاس نہ رکھنا چاہئے (ان کی تعظیم کی وجہ سے)۔

مسئلہ نمبر۲...... عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا چاہیے:

دستار مبارک کھڑے ہو کر باندھنا چاہیے، ہاں اگر کوئی بزرگ آدمی کسی مجلس میں دستار مبارک باندھنا چاہے اور جانتا ہو کہ اگر میں کھڑے ہو جاؤں گا تو میری تعظیم کی وجہ سے سب لوگ کھڑے ہو جائیں گے تو ایسا شخص بیٹھے عمامہ شریف باندھے تو مناسب ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے قال صاحب المدخل وعليك ان تتسرول قاعدا وتتعمم قائما صاحب مدخل نے فرمایا کہ تو بیٹھے شلوار پہنے اور کھڑے عمامہ شریف باندھنے کا التزام کرلے۔ (مرقاۃ صفحہ ۳۵۰ جلد ۸)

وسنت در بستن دستار آنکہ ایستادہ ببندد وسراویل را نشستہ بپوشد کما ورد فی الحدیث من تسرول قائما او تعمم قاعدا ابتلاہ اللہ تعالیٰ ببلاء لادواء لہ مگر آنکہ او چنان کس باشد کہ بقیام وی ہمہ اہل مجلس برخیزند او را شاید کہ دستار نشستہ ببندد۔ (شرح تحفہ صفحہ ۱۵۱)

ترجمہ: عمامہ شریف باندھنے میں سنت یہ ہے کہ اسے کھڑے باندھے اور پاجامہ بیٹھے پہنے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص پاجامہ کھڑے پہنے گا اور عمامہ شریف بیٹھے باندھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی مصیبت میں مبتلا فرمائے گا کہ اس کی دوا بھی نہ ہوگی، ہاں اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ اس کے اٹھنے سے تمام اہل مجلس اٹھے تو اس کو درست ہے کہ وہ بیٹھے عمامہ شریف باندھے۔ (شرح تحفہ النصائح فارسی شیخ محمد گھوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ)

مرآۃ شرح مشکوۃ میں ہے کہ مسجد ہو یا باہر مسجد عمامہ شریف کھڑے ہو کر باندھنا چاہیے۔ (مرآۃ فی کتاب اللباس) بعض نے لکھا ہے کہ کھڑے ہو کر قبلہ رو پگڑی مبارک باندھنا بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر۳...... عمامہ باندھنے کا مستحب طریقہ:

غنیۃ الطالبین لسیدنا شیخ محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی قدس سرہم العزیز میں ہے (پگڑی باندھنے والا شخص) پگڑی باندھتے وقت اس کا ایک سرا دانتوں میں دبائے اور پھر سر پر لپیٹے یہ طریقہ مستحب ہے۔ (غنیۃ الطالبین اردو صفحہ ۸۹)

مسئلہ نمبر۱۰...... : نماز میں عمامہ کا استعمال ثواب میں زیادتی کا سبب ہوتا ہے:

عمامہ باندھنا سنت ہے خصوصاً نماز میں کہ جو نماز عمامے کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے، عمامے کے متعلق حدیثیں تفصیل سے گزر چکی ہیں۔

مسئلہ نمبر۱۱...... : عمامے میں شملہ لٹکانا سنت ہے:

عمامہ باندھے تو اس کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے شملہ کتنا ہونا چاہئے اس میں اختلاف ہے زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے (عالمگیری)

بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے یہ سنت کے خلاف ہے اور بعض شملہ کو اوپر لا کر عمامہ میں گھرس دیتے ہیں یہ بھی نہ ہونا چاہئے خصوصاً حالت نماز میں ایسا ہے تو نماز مکروہ ہوگی۔

مسئلہ نمبر۱۲...... : عمامہ کو زمین پر پھینکنا نہیں چاہئے

عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اسے اتار کر زمین پر پھینک نہ دے بلکہ جس طرح لپیٹا ہے اسی

طرح ادھیڑا جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ نمبر۱۳...... : ٹوپی اور عمامہ دونوں مسنون ہے:

ٹوپی پہننا خود حضور اقدس ﷺ سے ثابت ہے۔ (عالمگیری)

مگر حضور اقدس ﷺ عمامہ بھی باندھتے تھے یعنی عمامے کے نیچے ٹوپی ہوتی اور یہ فرمایا کہ ہم میں اور ان میں فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے یعنی ہم دونوں چیزیں رکھتے ہیں چنانچہ یہاں کے کفار بھی اگر پگڑی باندھتے ہیں تو اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے بعض نے حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کا طریقہ ہے مگر یہ قول صحیح نہیں، کیونکہ مشرکین عرب بھی عمامہ باندھا کرتے تھے، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا عمامہ سات گز ہاتھ کا اور بارہ ہاتھ کا بڑا عمامہ تھا بس اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھے اور

اس سے زیادہ وجہ اشد ریکھے بعض لوگ بہت بڑے عمامے باندھتے ہیں ایسا نہ کرے کہ سنت کے خلاف ہے مارواڑ کے علاقے میں بہت سے لوگ پگڑیاں باندھتے ہیں جو بہت کم چوڑی ہوتی ہیں اور چالیس پچاس گز لمبی ہوتی ہیں اسی طرح کی پگڑیاں مسلمان نہ باندھیں۔

آخری اہم سوال اور اس کا جواب:

سوال: کیا بوقت ضرورت عمامہ شریف سے عمامہ باندھنے کے علاوہ کوئی اور کام لینا شرعاً درست ہے یا نہیں مثلاً کبھی سفر وغیرہ میں کوئی ایسی چوٹ آ جائے جس سے پٹی وغیرہ باندھنے کی ضرورت پڑے تو ایسے وقت میں عمامے سے یہ کام لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بوقت ضرورت عمامہ شریف سے کوئی اور مباح کام لینا شرعاً درست ہے دلیل ذیل میں بخاری شریف سے حکایت پیش کی جارہی ہے:

حکایت:

بخاری شریف میں ایک طویل قصہ ہے جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے: حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ انصاری صحابیوں کا امیر بنا کر ابو رافع بن ابو الحقیق (جو کہ کافر اور اہل حجاز کا بڑا تاجر اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اشد دشمن تھا) کے قتل کے لئے بھیجا وہ اپنے قلعے میں رہتا تھا انصاری اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب قلعے کے قریب پہنچے تو حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا کہ آپ سب یہاں ٹھہریں میں تنہا ہی قلعے میں جاتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ سب کام پورا کر کے آؤں گا۔

بہر حال آپ کسی حیلے سے قلعے میں داخل ہوئے اور گدھوں کے طویلے میں جا چھپے دربان نے قلعے کا دروازہ بند کیا اور اسے تالا لگا کر اس کی چابیاں طاق میں کیل پر لٹکا دیں۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا اور ابو رافع بھی اپنے بالا خانہ پر سو گیا تو آپ نے طاق میں سے چابی اٹھائی اور اسی بالا خانہ کی طرف روانہ ہوئے اور ہر ایک دروازے کو اندر کی

طرف سے کنڈی بھی لگاتے گئے، جب آپ بالا خانے پر پہنچے تو وہاں ابو رافع اپنے بچوں کے ساتھ سویا ہوا تھا اور روشنی بجھ چکی تھی، آپ اندر داخل ہو کر کہنے لگے ابو رافع! اس نے یہ آواز سن کر کہا کون ہے یہ؟ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اس آواز کی رہبری میں آگے بڑھ کر اس پر تلوار کا ایک وار کیا اور واپس پلٹے، اس نے ایک چیخ ماری، آپ سمجھے کہ مقصود حاصل نہ ہوا چنانچہ آپ دوبارہ اس کے پاس پہنچے اور اپنی آواز بدل کر فرمانے لگے، ابو رافع یہ کیسی آواز تھی؟ اس نے جواب میں کہا کہ تجھ پر تیری ماں روئے! ابھی ابھی ایک آدمی نے یہاں آکر مجھے تلوار ماری ہے، آپ نے اس آواز کی رہبری میں دوبارہ اس پر تلوار کا وار فرمایا لیکن محسوس ایسا ہوا کہ ابھی تک اس کا کام تمام نہیں ہوا ہے، پھر تیسری بار آپ نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر ایسی چبھوئی کہ تلوار پیٹھ تک پہنچ گئی۔

جب آپ کو یقین ہوا کہ اس کا کام تمام ہو گیا ہے تو فوراً ہی وحشت زدہ حالت میں دروازوں کو کھولتے اور اترتے ہوئے آخری سیڑھی پر پہنچا تھا تو وہاں سیڑھی سے اچٹ گئے اور آپ کا پاؤں بہت چوٹ کھا گیا، پھر آپ نے اپنے عمامہ شریف سے اپنے پاؤں کو باندھا اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے۔

صبح کے وقت جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابو رافع کی موت کی خبر اور تمام واقعہ سنایا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک امیر صاحب کے پاؤں پر پھیرا، پھر تو پاؤں ایسا ٹھیک ہو گیا کہ گویا کبھی اسے چوٹ ہی نہیں آئی تھی۔ (بخاری شریف عربی ج ۲ ص ۵۷۷)

فائدہ:

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت عمامہ شریف سے پاؤں وغیرہ باندھنے کا کام لینا بھی درست ہے خلاف اولیٰ و خلاف ادب نہیں، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ کام تو صراحتاً ثابت ہے جیسا کہ مندرجہ بالا واقعہ میں حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ سے یہ کام صریحاً ثابت ہوا۔

اختتام کلام اور آخری گزارشات

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم عمامہ شریف باندھتے ہیں یا فلاں سنت پر عمل کرتے ہیں تو لوگ ہم پر ہنستے ہیں، مذاق اڑاتے ہیں لہٰذا ہمیں عمامہ شریف باندھنے میں یا فلاں سنت پر عمل کرنے سے شرم آتی ہے، ایسے لوگوں کی خدمت میں بندہ کی چند معروضات پیش ہیں۔

عزیزم! جاننا چاہئے کہ ہر دور میں نیک لوگوں پر ان کے نیک کام کی وجہ سے ہنسنے اور تمسخر کرنے والے ہوتے رہے ہیں لیکن کاملین نے ان کی ہنسی و تمسخر کی وجہ سے اپنا نیک کام کبھی نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کی شان میں اپنی کتاب مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ ولا یخافون لومۃ لائم (ترجمہ) اور وہ (نیک بندے) کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ (مائدہ آیت نمبر: ۵۴) نیز ارشاد فرمایا ہے کہ فلا تخشوا الناس واخشونی ترجمہ تم لوگوں سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو (مائدہ آیت: ۴۴)

اور تمسخر کرنے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ "واذا نادیتم الی الصلوۃ اتخذوھا ھزوا و لعبا، ذلک بانھم قوم لا یعقلون" ترجمہ جب تم نماز کے لئے اذان دیتے ہو تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ عقل نہیں رکھتے (مائدہ آیت ۵۸)

اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اذان دیتے تو یہود ان پر ہنستے اور ٹھٹھولیاں کرتے اور کہتے کہ من این لک صیاح العیر فما اقبح ھذا الصوت گدھے کی آواز کہاں سے آئی یہ کیسی بدترین آواز ہے (نعوذ باللہ تعالیٰ منہ) تفسیر خزائن و حاشیہ جلالین ص ۱۰۲۔

اے عزیز! کیا پھر بھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہود کے ان تمسخر اور ٹھٹھوں کی وجہ سے اذان دینی چھوڑ دی تھی ہرگز نہیں بلا شبہ وہ اپنے دین میں بہت ہی کامل تھے وہ کسی ہنسنے والے کی ہنسی کو نہیں سنتے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم ان ہی کاملین کی اتباع کریں، کسی ہنسنے والے کی ہنسی اور

کسی تمسخر کرنے والے کا تمسخر تھی۔ بلاشبہ جو ہنستے ہیں وہ صرف اپنا ہی نقصان کرتے ہیں ہمارے لیے صرف اللہ تعالیٰ عزوجل اور اس کے رسول کریم ﷺ کی رضا و خوشنودی ہی کافی ہے اور اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ دین کے کاموں پر ہنسنا اور تمسخر کرنا بے دینوں اور بے عقلوں ہی کا کام ہے۔ دیندار اور عقلمند لوگ ایسا ہرگز نہیں کریں گے۔

حکایت:

مدینہ میں ایک نصرانی تھا جب اذان میں سنتا اشهد ان محمدا رسول الله تو کہتا قد حرق الكذاب خدا کرے جھوٹا جل جائے۔ ایک شب ایسا ہوا کہ وہ اور اس کے اہل و عیال سب سو رہے تھے کہ کوئی خادم گھر میں آگ لے آیا ایک چنگاری گر پڑی وہ اور اس کا گھر اور گھر والے سب جل گئے اخرجہ ابن جریر عن السدی (تفسیر بیان القرآن ص ۳۳۳)

بہر حال مجرم اپنے ظلم کے گناہ اپنی گردن میں پہنے قہر الٰہی کا اور سچے لوگ ہر دور میں اپنی سچائی اور اپنی بات و حقانیت کی وجہ سے جنت ہی پائیں گے۔ کاش کہ حق تعالیٰ عزوجل ہم سب کو اپنے پیارے حبیب ﷺ کی اطاعت و اتباع کی سعادت اور توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین) نیز قول باری تعالیٰ ہے الذين يلمزون المطوعين من المؤمنين في الصدقات والذين لا يجدون الا جهدهم فيسخرون منهم سخر الله منهم ولهم عذاب اليم۔ ترجمہ: (منافقین) ایسے ہیں کہ نفلی صدقہ دینے والے مسلمانوں پر صدقات کے بارے میں طعن کرتے ہیں اور (بالخصوص) ان لوگوں پر (اور زیادہ) جن کو بجز محنت مزدوری کے اور کچھ میسر نہیں ہوتا (لہٰذا وہ اسی میں سے تھوڑا اللہ کی راہ میں صدقہ دیتے ہیں) یعنی (وہ منافقین) ان سے تمسخر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس تمسخر کا بدلہ دے گا اور ان کے لیے دردناک سزا ہوگی (توبہ آیت ۷۹)

شان نزول:

غزوہ تبوک میں کسی ایک واقعہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت مبارک میں چار ہزار درہم صدقہ پیش کیا اور عرض کیا کہ میرے ملک میں کل

کام پر استہزاء و تمسخر کرنا حرام ہے اور یہ منافقوں، بے دینوں اور بے عقلوں ہی کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ پناہ دے۔

جب حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے وہ خیرات خدمت مبارک میں پیش کی تو آپ ﷺ نے ان کے لئے یوں دعا فرمائی بارک اللہ لک فیما امسکت و فیما اعطیت اللہ تعالیٰ تیرے اس حصے میں جو کہ تو نے اپنے لئے چھوڑا اور اس حصہ میں جو کہ تو نے اللہ کی راہ میں دے دیا تجھے برکت نصیب فرمائے۔ آپ ﷺ کی اس دعا کی برکت سے آپ کے مال میں اتنی برکت ہوئی کہ آپ کی چار بیویوں میں سے ایک بیوی کو بطور صلح آٹھویں حصے کی چوتھائی تقریباً (۸۰۰۰۰) اسی ہزار درہم ملا اور آپ نے حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تو اپنی اس صاع (تقریباً چار کلو) کو تمام صدقات کے اوپر ڈال دے۔ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الذی بالمؤمنین رؤف رحیم

ہم سب کے محبوب نبی حضور اقدس ﷺ کی ہر سنت کو زندہ رکھنے سے ہمارے پیارے نبی ﷺ کتنا خوش ہوتے ہیں، یہ ہم سب کو خوب معلوم ہے، جب ہم آپ ﷺ کی سنت مبارکہ پر چلیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ انگریزی تہذیب کا بیڑہ غرق ہوگا اور سنت نبوی (ﷺ) کا بول بالا ہوگا، بہر حال اب وقت آگیا ہے، دیر نہ کریں، پتہ نہیں ہماری موت کا وقت کب ہے، غیروں کے طریقوں کو جلد سے جلد چھوڑ دیں اور سرکار دو عالم ﷺ کے مبارک طریقوں اور آپ ﷺ کی مبارک سنتوں پر خود بھی چلیں، اور اس کی دعوت سارے عالم کو دیں اسی میں اور ہماری سارے عالم کی فلاح اور کامیابی ہے........

اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ (آمین ثم آمین)

سنت مصطفیٰ ﷺ کے احیاء (زندہ کرنے میں) تن من دھن، جان و مال کی قربانی دے کر حضرت بلال و صہیب و زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا زمانہ اس زمانہ کو دکھا دیجئے۔ اس طویل بحث سے میرا مقصد یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ہر سنت پر عمل اشد ضروری ہے، اور اسے اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھیں تاکہ کل قیامت میں حضور سرور کائنات ﷺ کا قرب نصیب ہو۔

اگر کسی مسلمان بھائی کو پہلی بار عمامہ شریف باندھتے وقت قدرے طبعی شرمندگی ہو،

اپنے نفس کی طرف سے خواہ لوگوں کی وجہ سے محسوس ہوتی ہو تو وہ گھبرائے نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ طبعی حالت (شرمندگی) عنقریب تھوڑی ہی مدت میں درست ہو جائے گی۔ بعض طبائع تو یہ

نئی چیز کے اختیار کرنے سے قدرے منقبض ہوتے ہیں، کیا پھر وہ اس انقباض طبیعت کی بندش) کی وجہ سے ہر اچھی چیز کو چھوڑ دیتے ہیں، ایسی چیزوں کو نہیں چھوڑنا چاہئے بلکہ اپنے طبائع کی اصلاح کر لی چاہئے اور وہ عادت ڈالئے کئی چند دن اپنے نفس کو اس کام پر لگا تار مقید رکھنے سے ہی ہوتا ہے۔

کاش کہ حق تعالیٰ عز وجل ہم سب کو اپنی خواہشات نفسانی کی اتباع سے آزاد فرما کر اپنے پیارے حبیب ﷺ کے ارشادات مبارکات پر عمل سے آباد فرمائے، اور ہم سب کو خطوات شیطانیہ پر چلنے سے محفوظ فرما کر اپنے رسول مجتبیٰ ﷺ کے نقش قدم مبارک پر چلنے کی توفیق فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

اور حضور اقدس ﷺ کی مبارک سنتوں کا عاشق اور ان پر چلنے والا بنا دے کہ ہمارا جینا بھی اسلام پر ہو اور ہمارا مرنا بھی اسلام پر ہو اور ہمیں کلمہ والی موت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

اللهم صل على سيدنا ونبينا ومولانا محمد وعلى

آل سيدنا ونبينا ومولانا محمد وبارك وسلم.

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين.

بندۂ ناچیز و سراپا عیوب

محمد روح اللہ نقشبندی غفوری